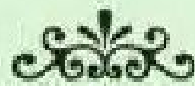
تصویر کا دوسرا رُخ

از مولانا صاحبزادہ
مفتی محمد تاج الدین نعیمی چشتی صابری
(بانی ومہتمم دارالعلوم فیضانِ چشتیہ نعیمیہ
بلاک ایف، سیکٹر ۱۲ ۔ بلدیہ ٹاؤن ۔ کراچی ۷۵)



ناشر
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
۶۸-۶۷، اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸، کراچی

نام کتاب ________ تصویر کا دوسرا رُخ

تالیف ________ صاحبزادہ مفتی محمد تاج الدین
نعیمی، چشتی، صابری

ناشر ________ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ۔ کراچی

تاریخ اشاعت

ربیع الاوّل ۱۴۲۰ھ ________ جون ۱۹۹۹ء

تعداد ________ (باراوّل) ________ ۱۵۰۰

ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ ________ اگست ۱۹۹۹ء

تعداد ________ (باردوم) ________ ۱۵۰۰

ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ ________ مارچ ۲۰۰۰ء

تعداد ________ بارسوم ________ ۲۰۰۰

مطبوعہ ________ الافضل گرافکس

۱۶۶۔ ایم اے جناح روڈ

فون نمبر: ۲۶۲۹۹۰۵ کراچی۔

e.mail: arfeen @ cyber.net.pk

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سببِ تالیف

۲۱ اگست ۱۹۹۸ء کے انگلش اخبار فرائی ڈے ٹائمز[۲] پر ایک تبصرہ شائع ہوا تھا۔ یہ تبصرہ خالد احمد نامی شخص نے لکھا تھا۔ جو کہ ضیاء الدین لاہوری نیچری کی کتاب خود نوشت افکار سرسید (ناشر فضلی سنز اردو بازار کراچی) پر تھا۔[۱] جب تبصرہ پڑھا تو تبصرہ نگار کی گمراہی وجہالت کا بخوبی اندازہ ہوا تو ضرورت محسوس ہوئی کہ جس کتاب پر یہ تبصرہ کیا گیا ہے اس کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ آخر وہ کتاب بھی میرے ہاتھ آئی اور کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ تو گمراہی جہالت و نادانی اور اسلام دشمنی سے لبریز پایا۔ اس کتاب میں بدنام زمانہ شخص علی گڑھ کالج کے بانی نیچری فرقہ کے موجد سر سید احمد خان کے خود نوشت افکار و نظریات باطل عقائد و فاسد خیالات جمع کئے گئے ہیں۔ جو لفظ بہ لفظ اس کی کتابوں اور رسالوں کے حوالوں سے اخذ شدہ ہیں۔ جن میں ذرا بھی تغیر و تبدل نہیں ہے۔ تبصرہ اور پھر کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد خود بھی بڑی ضرورت محسوس کی کہ اس

ص۱ تبصرے کی فوٹو کاپی حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، اوورسیز سوسائٹی کراچی کی جانب سے مجھے ملی، جس کا انگلش سے اردو ترجمہ محترم جناب محمد بیگ بلوچ نے کیا ہے۔

کتاب کی خوب رد لکھی جائے اور کافی دوستوں بزرگوں نے بھی مشورہ دیا۔
بالخصوص حلقۂ چشتیہ صابریہ عارفیا اور سینیر ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی کی جانب سے
(کہ اس تبصرہ کی فوٹو کاپی انھوں نے ہی اسی غرض سے دی تھی) حکم ملا اور
بار بار اصرار کیا اور پُر زور مطالبہ فرمایا کہ آپ اس کتاب کی رد بہر صورت
میں تحریر کریں۔ اور سر سید احمد خان جس کو بعض لوگ دینِ اسلام اور مسلمانوں
کا مُصلح مجتہد اور مجدّد، مسلمانوں کا عظیم پیشوا اور خیر خواہ مانتے ہیں۔ اُس
کا اصل چہرہ ان لوگوں کو دکھائیں تاکہ وہ اسے دیکھ کر سمجھیں کہ وہ اصل میں
کیا تھا، اس کے عقائد و نظریات کیا تھے۔ اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف
اس کے کیا کیا کارنامے تھے۔

شاید ان کی ہدایت کا سبب بنے ورنہ دیگر مسلمان تو اس کے اس زہریلے
فتنے سے محفوظ ہو جائیں گے۔ الحمد للہ فقیر نے اس ضرورت کے پیش نظر
اس کے اصل عقائد، افکار و نظریات سے پردہ چاک کیا ہے اور خوب واضح کیا
ہے کہ وہ دینِ اسلام اور مسلمانوں کا مصلح مجدد، پیشوا اور خیر خواہ نہیں بلکہ
انگریزوں کا غلام اور ایجنٹ تھا۔ اور اس کا اصل مشن مسلمانوں کے عقائد ایمان
و نظریات کو خراب کرنا، مسلمانوں کو دینِ اسلام کے تمام نصوص و نظریات کا
منکر بنا کر انگریزوں کا غلام بنانا تھا۔ انشاء اللہ جو حضرات تعصب و حسد کی
عینک اُتار کر محبت و الفت کی نگاہ سے دیکھ کر میری اس تحریر کا مطالعہ
کریں گے تو اُن پر احمد خان کی خرافات و واھیات اور دین اسلام کے خلاف
اس کے اصل مشن کی حقیقت ظاہر و باہر ہوگی۔ فقیر نے اس کے جتنے عقائد

نقل کئے ہیں وہ تمام تر اس کی مختلف کتابوں میں مرقوم ہیں۔ لیکن چوں کہ مذکورہ بالا تبصرہ تھا خود نوشت افکار سرسید پر لہٰذا زیرِ بحث یہی کتاب تھی۔ اور چونکہ خود نوشت میں ہر ہر عبارت کا باقاعدہ حوالہ موجود ہے اور اسی ایک کتاب میں اس کے تمام تر عقائد و نظریات ضیاء الدین لاہوری نے جمع کئے ہیں اسی لئے طوالت کے خوف سے دیگر کتابوں کے حوالوں کو چھوڑ کر اسی ایک ہی کتاب کی تحریر اور حوالوں پر اکتفا کیا۔ ہاں حسبِ ضرورت چند حوالے الطاف حسین حالی کی تصنیف حیات جاوید (جو سرسید کے حالات پر لکھی ہے) سے ماخوذ ہیں۔

اور مختصر مگر جامع و مانع انداز میں اس کے عقائد خرافات و واھیات افکار و نظریات کا نچوڑ نکالا ہے اور اس کا اصل چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کام کو میں نے اپنے اوپر لازم اور ضروری سمجھا آگے ماننا اور نہ ماننا لوگوں کا کام ہے۔ کیونکہ مؤذن کا کام ہوتا ہے اذان دینا اور بس، نہ یہ کہ لوگوں کو گھروں سے گھسیٹ کر مسجد میں لائے۔ اور نماز پر زبردستی کھڑا کر دے، شائد علامہ اقبال نے ایسے ہی موقعہ پر کہا تھا ؎

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللہ

خادمِ دینِ مبین بندہ مسکین
محمد تاج الدین چشتی صابری نعیمی غفرلہ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ○ الرحمٰن الرحیم ○ مالک یوم الدین خالق السمٰوٰت والارضین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین سید الانبیاء والمرسلین اجمل الاجملین اکمل الاکملین سیدنا وسندنا وشفیعنا ووکیلنا وکفیلنا ورء وفنا ورحیمنا وحبیبنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ط اما بعد

جان اے مسلمان! اے امتیٔ سید الانس والجان کہ اللہ رب العزت جل مجدہٗ اور اس کے رسولوں، اس کے احکام و فرمودات پر ایمان رکھنے والوں پر طرح طرح کے شیطانی حملے ہوئے ہیں۔ جب سے شیطان ابلیس نے خداوند قدوس کے بندوں کو گمراہ کرنے کا ارادہ کرلیا ہے، اسی وقت سے حق و باطل کے درمیان جنگ جاری ہے۔ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمانوں میں یہ سلسلہ چلتا رہا ہے۔ حضور پرنور ختمی مرتبت، شہنشاہِ دو عالم رسول اکرم نورِ مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت اور آپ کے دین کو صفحۂ ہستی سے مٹانے اور ختم کرنے کی بے انتہا کوششیں کی گئیں ہیں۔ آج پندرھویں صدی چل

رہی ہے۔ اعلانِ نبوت سے آج تک اس عرصہ میں اس پاک دین کے شیدائیوں نے ہزار ہا بلاؤں سے مقابلہ کیا ہے۔ دینِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی خاطر غلامانِ احمد مختار نے بے شمار عظیم الشان قربانیاں دی ہیں۔

پیارے مدنی آقا کے اس لہلہاتے ہوئے چمن پر بہت سی تیز آندھیاں آئیں اور اپنا زور دکھا کر چلی گئیں۔ مگر الحمدللہ! کہ یہ چمن اسی طرح سرسبز و شاداب رہا اور اس آفتابِ عالم تاب پر بار ہا ظلمت سے بھرے ہوئے بادل وغبار آئے مگر یہ آفتاب اسی طرح چمکتا دمکتا رہا اور انشاءاللہ تا قیامت رہے گا اور ایسا کیوں نہ ہو کہ دینِ اسلام اور قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (پ ۱۴ ع سورۃ الحجر)

ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن کریم اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔"

ہاں سورۃ توبہ کی یہ دو آیات پڑھ کر بھی اپنا ایمان تازہ کیجیے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

(سورۃ التوبہ پ ۱۰ ع ۱۱)

ترجمہ: کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں
اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانیں
کافر، وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے
ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے، پڑے
برا مانیں مشرک۔

سبحان اللہ! یہ ہے شانِ قرآن یہ ہے شانِ اسلام اور یہ ہے عظمت و شان صاحبِ قرآن و بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس دینِ مبین و دینِ متین کے خلاف مذکورہ فتنے آج تک کیسے اٹھتے رہے ہیں اور قیامت تک نئے نئے فتنے رونما ہوں گے۔ ان میں ایک فتنہ نیچری فرقہ کے موجد علی گڑھ کالج کے بانی انگریزوں کے زر خرید ایجنٹ و غلام سر سید احمد خان کا ہے۔ اس درندہ صفت اور دریدہ دہن الشان نے اپنے ربِ کریم کی بندگی سے بغاوت کرکے دینِ اسلام کی تمام ضروریات و قوانین و اصولوں کو پس پشت ڈال دیا۔ صریح نصوص صاف صاف آیاتِ قرآنیہ کی من گھڑت تاویلیں کیں۔ قرآن کریم کی تفسیر کے نام سے کھلے لفظوں میں تحریف کی۔ تمام صحیح احادیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا۔ صحابۂ کرام تابعین تبع تابعین سلفِ صالحین آئمہ مجتہدین مفسرین محدثین اولیاء کاملین فقہاء اور علمائے ربانیین بلکہ سر سید کے زمانے تک تمام مسلمانوں پر یہودیوں کی پیروی اور دین میں اپنی طرف سے کمی بیشی، آیات قرآنیہ کی تفسیر میں من گھڑت قصے شامل کرنے، فطرت اور قانون

خداوندی کے مطابق صحیح اسلام کی خلاف ورزی کرنے کے الزامات لگائے۔ بس اپنے اور گنتی کے دو چار نیچر یوں کے علاوہ کسی کو مسلمان سمجھا ہی نہیں۔ نیز انبیاء کرام کے تمام نصوص سے ثابت شدہ معجزات، اولیائے کرام کی کرامات، فرشتوں کے وجود، عذابِ قبر، قیامت، حشر نشر، پُل صراط، شفاعت جنت دوزخ وغیرہ تمام ضروریاتِ دین سے انکار کیا۔ بس جو بات اس کی ناقص عقل میں آئی اس کو صحیح قرار دیا اور جس امر کی حقیقت تک اس کی عقل کی رسائی نہ ہوئی اس کو خلافِ فطرت خلافِ عقل اور خلافِ قانون خداوندی قرار دیا۔

افسوس کہ کچھ پڑھے لکھے لوگ اس کی یہ خرافات اس کی کتاب میں پڑھتے ہیں۔ اس کے باوجود اس اسلام دشمن کو اسلام اور مسلمانوں کا خیر خواہ سمجھتے ہیں اور اس کے اس بُرے کردار پر فخر کرتے ہیں۔ ان کو اتنی بھی سمجھ نہیں آتی کہ احمد خان کے زمانے تک مسلمانوں نے یہ عقیدہ نہیں رکھا۔ صحابۂ کرام سے لے کر اس کی پیدائش تک کسی مسلمان نے بحیثیت مسلمان ان خرافات و کفریات کا سوچا تک بھی نہیں تھا۔ اور یہ انگریزی پالتو کتا کھلے الفاظ میں ان تمام مسلمانوں کے عقیدے اور اسلامی قرآنی احکام وقوانین اصول و ضروریات کے خلاف بھونک رہا ہے پھر بھی اس کا نام لیتے ہوئے اور اپنا پیشوا مانتے ہوئے نہیں شرماتے ہے

برین عقل و دانش بباید گریست

ربِ کائنات نے تو قرآن کریم میں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

کو صاف بشارت دی تھی کہ محبوب دینِ اسلام کو ہم نے کامل کر دیا اب مزید اس میں کسی ایرے وغیرے کی خرافات کا دخل نہیں ہو سکتا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ (سورۃ المائدہ پ ۶ رکوع ۵)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

الحمدللہ! اسلام کامل و اکمل دین ہے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتا اور اگر کوئی دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اور اس کا وہ عمل جو اسلامی اصول و قوانین کے خلاف ہو مردود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرقانِ حمید میں اللہ عزوجل نے صریح الفاظ میں ارشاد فرمایا۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ؕ (سورۃ آل عمران پ ۳ ع ۱۷)

ترجمہ:" اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہے۔"

نیز سردارِ دوجہاں سرورِ انبیاء و مرسلین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی صاف واضح ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ الحدیث (متفق علیہ مشکوٰۃ صـ ۲۷)

ترجمہ: جس شخص نے ہمارے اس امر (دینِ اسلام میں) نئی
بات ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

اب ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ ہمیں دینِ اسلام کی صحیح رہنمائی کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ صراطِ مستقیم کون سا ہے، جس پر ہم چل کر دین اسلام کی حقیقت تک رسائی حاصل کر سکیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (سورۃ التوبہ پارہ ۱۱ ع ۲)

ترجمہ: "اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی
کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ
سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے
نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں۔ یہی بڑی
کامیابی ہے۔"

اس آیت کریمہ میں صاف طور پر واضح ہے کہ صحابہ کرام سے اللہ تعالیٰ راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔ اس میں یہ جملہ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَان سے روز روشن کی طرح روشن ہے کہ قیامت تک جو لوگ صحابۂ کرام کے پیروکار ہوئے ان سے بھی اللہ تعالیٰ راضی ہے اور ان کے لئے جنتیں بنائی گئی ہیں اور وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہیں۔

یہی صحابۂ کرام ایمان و ہدایت کی کسوٹی ہیں۔ لیجئے ایک اور آیتِ کریمہ ملاحظہ فرمائیے اور ایمان تازہ کیجئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا
وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ
اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ (سورۃ البقرہ پ ۱ ع ۱۶)

ترجمہ: "اے محبوب! پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پاگئے اور اگر وہ منہ پھیریں تو وہ نرے ضد میں ہیں تو عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا۔ اور وہی ہے سنتا جانتا۔"

اس آیت کریمہ میں مَآ اٰمَنْتُمْ جمع کا صیغہ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ فرما رہا ہے کہ اے محبوب آپ اور آپ کے غلاموں، صحابۂ کرام کی طرح جو ایمان لائے وہی ہدایت یافتہ ہیں اور جو آپ اور آپ کے صحابہ سے منہ پھیریں وہ نرے ضد اور جہالت میں ہیں۔ بانیٔ اسلام سید العالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے بھی یہی ثابت ہے۔ ارشادِ گرامی ہے۔

اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمُ اهْتَدَیْتُمْ (حدیث)

ترجمہ: "میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں بس ان میں سے جن کی بھی تم اتباع کروگے ہدایت پاؤگے۔"

تہتر فرقوں والی حدیث میں جب صحابۂ کرام نے فرقہ ناجیہ کے متعلق دریافت فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ (الحدیث رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۳۰) ”یعنی جس راہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔“

ناظرین گرامئ قدر! اب آپ آنے والے اوراق میں احمد خاں کے جو عقائد لکھے ہوئے ہیں ان کو صحابہ کرام کے عقائد کے ساتھ پرکھیں کہ اس کے عقائد و نظریات اور ان کے پاک عقائد اور طریقوں میں کس قدر تصادم ہے۔ بلکہ آپ دیکھیں گے کہ اس بدبخت نے صاف طور پر صحابۂ کرام کی تعلیمات کا مذاق اُڑایا ہے۔ العیاذ باللہ یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ صحابۂ کرام کو نبئ کریم رؤف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کے دربار گہربار سے جس طریقے پر فیض ملا تھا اسی طریقے پر صحابۂ کرام سے تابعین ان سے تبع تابعین کو حاصل ہوا۔ اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ اولیائے کاملین علمائے ربانیین و فقہاء و مفسرین و محدثین کے توسط سے آج تک اسلام کا نور دُنیا میں روشن ہے اور قیامت تک روشن رہے گا۔ میری ان گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ نبئ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابۂ کرام کے ارشادات اور طریقے ہم تک ان نفوس قدسیہ کے ذریعے سے ہی پہنچے ہیں۔ جب تک ہم ان مقدس ہستیوں کے دامن سے وابستہ نہیں ہوتے اور ان کی تعلیمات کو اپنے لیے مشعلِ راہ نہیں بناتے تب تک ہم اسلام کی حقیقت کو نہیں پا سکتے۔

یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ قرآن و حدیث سے بھی یہ ثابت ہے۔

پڑھیے آیاتِ قرآنیہ اور حدیث نبویہ اور اپنے قلوب کو نورِ عرفان و ایقان سے منور فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (سورۃ الفاتحہ)

ترجمہ: یا اللہ چلا ہم کو سیدھا راستہ، اُن لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام فرمایا ہے۔

انعام یافتہ بندے کون ہیں، اس امر کی وضاحت بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ خداوند قدوس جل وعلا ارشاد فرماتا ہے۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (سورۃ النساء پ۵ ع۶)

ترجمہ: جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے وہ انبیاء کرام اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہیں"۔

معلوم ہوا کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اولیاء کرام ہی انعام یافتہ بندے ہیں اور انہی لوگوں کا راستہ صراط مستقیم ہے۔ ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

(سورۃ التوبہ پ۱۱ رکوع ۴)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

ایک اور آیت کریمہ ہے۔

پڑھیئے آیاتِ قرآنیہ اور حدیث نبویہ اور اپنے قلوب کو نورِ عرفان والیقان سے منور فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (سورۃ الفاتحہ)

ترجمہ: یا اللہ جلا ہم کو سیدھا راستہ، اُن لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام فرمایا ہے۔

انعام یافتہ بندے کون ہیں، اس امر کی وضاحت بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ خداوند قدوس جل وعلا ارشاد فرماتا ہے۔ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ط (سورۃ النساء پ۵ ع۶)

ترجمہ: جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے وہ انبیاء کرام اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہیں۔"

معلوم ہوا کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اولیاء کرام ہی انعام یافتہ بندے ہیں اور انہی لوگوں کا راستہ صراطِ مستقیم ہے۔ ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

(سورۃ التوبہ پ۱۱ رکوع ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

ایک اور آیت کریمہ ہے۔

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ (پ ۲۱ رکوع ۱۱ سورۃ لقمٰن)

ترجمہ: اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔

ان آیاتِ طیبات میں صادقین صالحین اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والوں کی پیروی کرنے اور ان کی تعلیمات کو مشعلِ راہ بنانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اور آپ کو میری کتاب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ سر سید احمد خان نے کھل کر ان نفوسِ قدسیہ کی تعلیمات کا مذاق اڑایا ہے بلکہ ان پر یہود کی پیروی کرنے کا بیجا الزام لگایا ہے۔

ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا

اب ملاحظہ ہوں مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْقَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک اللہ تعالیٰ نہیں جمع فرمائے گا میری اُمت کو گمراہی پر اور اللہ کا دستِ قدرت ہے جماعت پر اور جو جماعت سے علیحدہ رہا وہ علیحدہ کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

نمبر(۲) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ

(رواہ ابن ماجہ من حدیثِ انس مشکوٰۃ)

انہی سے روایت ہے کہ فرمایا اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سوادِ اعظم (مسلمانوں کی بڑی جماعت) کی اتباع کرو۔ پس تحقیق جو سوادِ اعظم سے جدا ہوا اس کو جدا کر کے ہی جہنم میں بھیجا جاوے گا۔

نمبر(۳) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاذَّۃَ وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَاِیَّاکُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ (رواہ احمد مشکوٰۃ ص۳۱)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے شک شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ جیسے بکریوں کا بھیڑیا جو ریوڑ سے علیحدہ رہنے والی یا کنارہ والی یا بچھڑ جانے والی کا شکار کرتا ہے تم گھاٹیوں سے بچو۔ جماعت اور عامۃ المسلمین کے ساتھ رہو۔

بے شمار احادیث پیش کی جا سکتی ہیں مگر اہلِ ایمان کے لئے ایک حدیث بھی کافی اور بے ایمانوں کے لئے دفتر بے کار۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر جماعت حقہ سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت کی پیروی لازم ہے اور جو نہیں کرتا تو از روئے احادیث وہ جہنمی

ہے۔ اور دنیا میں ہی شیطان اس کا شکار کر لیتا ہے۔ اب آخر میں ایک قرآنی فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اُس شخص کے بارے میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کی راہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

اللہ رب العالمین جل مجدہٗ ارشاد فرماتا ہے

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا (سورۃ النساء پ۵ رکوع ۱۴)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے، ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی۔

اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔ آپ نے دیکھا کہ جو اہلِ حق اور اولیاء کرام و علمائے امت کی راہ سے ہٹ جاتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور یہ بھی اظہر من الشمس ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا اور اجماع حجتِ شرعی ہے۔ جس سے اس بدبخت احمد خان نے انکار کر کے سبیلِ مومنین سے اعراض کر کے راہِ جہنم اختیار کی ہے۔

کتاب کا مطالعہ کرنے سے آپ کو اچھی طرح معلوم ہوگا کہ اس نے اسلام اور شیدائیانِ اسلام پر کس قدر بے جا اعتراضات کئے ہیں اور الزامات لگائے ہیں۔

فقیر پُر تقصیر راقم الحروف نے اس کے خرافات و باطل خیالات و نظریات ترتیب وار بالاختصار جمع کئے ہیں۔ اور اس کے باطل عقائد کا پردہ چاک کیا ہے۔ بندۂ ناچیز نے اس اہم بحث کو مختصر طور پر حقائق و دقائق کی روشنی میں ناظرین و قارئین کے دل و دماغ میں اتارنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ ملتِ اسلامیہ کا حساس اور علم دوست طبقہ اور انصاف پسند حضرات اسے پسند فرمائیں گے۔ اور بارگاہِ رب العزّت سے امید کامل ہے کہ جو بھی تعصب اور حسد کی عینک اُتار کر محبت و اُلفت کی نگاہ سے دیکھ کر پڑھیں گے تو انہیں راہِ صواب کی ہدایت نصیب ہو گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ میری اس حقیر سی محنت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ اور قارئین کے لئے مفید و نافع بنائے۔ اور مسلمانوں کو نیچری اور دیگر تمام شیطانی فرقوں اور بلاؤں سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین بحرمۃ سید الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علیہم اجمعین۔

خادمِ دینِ مبین

محمد تاج الدین

ثبتہ اللہ فی مقام الصدق و الیقین

سرسیّد احمد خان پر علمائے حرمین شریفین وعلمائے ہند کا مشترکہ فتوائے کفر

رسالہ فرائی ڈے ٹائمز میں خود نوشت افکار سرسید پر جو تبصرہ خالد احمد کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ اس میں یہ جملے اس کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ یہ کتاب اسلام پسندوں کو چونکا دے گی اور ممکن ہے کہ کفر کے فتویٰ کا باعث بنے، آپ کسی مُلا کو محض ٹیلی فون کردیں وہ انہیں کافر قرار دے گا۔ اس جاہل مطلق کو معلوم ہونا چاہیئے کہ واقعی اسلام پسند اور علمائے حق احقاق حق اور ابطال باطل سے کوئی دریغ نہیں کرتے اور ہر کفر پسند کے خلاف آواز حق بلند کرنے میں کوئی خوف اور ڈر محسوس نہیں کرتے۔ تم آج یہ کہتے ہو کہ کسی مُلا کو محض ٹیلی فون کردیں وہ انہیں کافر قرار دے گا۔ تمام مکاتب فکر کے علماء نے سرسید کی زندگی ہی میں اس پر فتوائے کفر صادر کردیا تھا۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے سرسید کے مدح خوان قصیدہ گو مولوی الطاف حسین حالی کی تحریر سے۔ وہ اپنی تصنیف حیات جاوید میں لکھتے ہیں۔ مدرسۃ العلوم (علی گڑھ) کے سب سے بڑے مخالف دو بزرگ تھے جو باوجود ذی وجاہت اور ذی رعب ہونے کے علوم دینیہ سے بھی آشنا تھے۔ ایک مولوی امداد العلیٰ ڈپٹی کلکٹر کانپور اور دوسرے مولوی علی بخش خان

جج گورکھپور کہ ہندوستان میں جس قدر مخالفتیں اطراف وجوانب سے ہوئیں ان کا منبع انہی دونوں صاحبوں کی تحریر رہی تھی، سرسید کے خیالات اور ان کی تحریرات کے برخلاف مستقل کتابیں اور رسالے لکھے جانے لگے۔ مولوی محمد علی نے مزیل الاوہام نام کا ایک رسالہ شائع کیا۔ تہذیب الاخلاق کے توڑ پر خاص خاص اخبار اور رسالے جاری ہوئے۔ کانپور سے نورالآفاق اور نورالانوار اور مراد آباد سے لوحِ محفوظ نکلا۔ آگرہ سے تیرہویں صدی شائع ہوا،...... امدادالآفاق شہاب ثاقب اور تائید الاسلام وغیرہ، اضلاع شمال مغرب سے اور اشاعۃ السنۃ پنجاب سے شائع ہوئے۔ سرسید کو ملحد، لامذہب کرسٹان نیچری، دہریہ، کافر، دجال اور کیا کیا خطابات دیئے گئے۔ ان کے کفر کے فتوؤں پر شہر شہر اور قصبہ قصبہ کے مولویوں سے مہریں اور دستخط کرائے گئے۔ یہاں تک کہ جو لوگ سرسید کی تکفیر پر سکوت اختیار کرتے تھے ان کی بھی تکفیر ہونے لگی۔ چند سطور کے بعد لکھتے ہیں۔

کہ مولوی امدادالعلی نے جو استفتاء علماء کو بھیجے تھے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے جتنے فرقے ہندوستان میں ہیں کیا سُنی کیا شیعہ کیا مقلد کیا غیر مقلد، کیا وہابی کیا بدعتی، سب فرقوں کے مشہور اور غیر مشہور عالموں اور مولویوں میں سے اکثر نے بہت شرح اور بسط کے ساتھ جواب لکھے ہیں۔

دلی، رامپور، امروہہ، مراد آباد، بریلی، لکھنو، بھوپال اور دیگر مقامات کے ساٹھ عالموں اور مولویوں اور واعظوں نے کفر کے فتوؤں پر مہریں اور دستخط ثبت کئے تھے۔ گویا تمام ہندوستان کے تمام اہلِ حل وعقد کا اس اجماع پر

حکم ہو گیا تھا، صرف خدا کی طرف سے اس کی تصدیق و تصویب باقی رہ گئی تھی۔ سو مولوی علی بخش خان نے یہ کمی پوری کر دی۔ انہوں نے غالباً اس غرض سے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا اور مکہ معظمہ میں جا کر مذاہب اربعہ کے مفتیوں کے سامنے دو استفتیٰ عربی زبان میں پیش کئے۔

سبحان اللہ! یہ بندۂ مسکین محمد تاج الدین عفی عنہ کہتا ہے کہ مسٹر حالی جو مسٹر احمد خان کے مدح خوانوں میں سر فہرست ہے، اس کے قلم سے اللہ رب العزت نے جاری کرا دیا اور اس نے خود گواہی دی کہ ہندوستان اور حرمین شریفین کے مفتیوں کے فتاویٰ کے ساتھ خداوند کریم کی تصدیق و تصویب بھی شامل ہو گئی۔ ے

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اب دوبارہ حالی کی تحریر کی طرف آتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ مولوی علی بخش خان کے استفتیٰ کے جواب میں مذاہب اربعہ کے چار مفتیوں نے جو مکہ معظمہ میں رہتے ہیں علیحدہ علیحدہ عبارت لکھی ہے اور ان چار صاحبوں کے جوابات کا ماحصل یہ ہے کہ شخص ضال اور مضل ہے بلکہ وہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے کہ مسلمانوں کے اغوا کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کا فتنہ یہود و نصاریٰ کے فتنے سے بھی بڑھ کر ہے، خدا اس کو سمجھے، واجب ہے اولی الامر پر اس شخص سے انتقام لینا، اس کو تنبیہ کرنی چاہیئے اور اگر جاہل ہو تو سمجھانا چاہیئے پھر اگر باز آئے تو بہتر ہے ورنہ ضرب اور حبس سے اس کی تادیب کرنی چاہیئے اور اگر ولاۃ اسلام میں کوئی صاحب غیرت ہو نہیں تو خدا اس کو سمجھے اور اس

نہ ہونے کے بیان میں نیچریوں کے متعلق فرماتے ہیں۔

"نیچری ایسے کو خدا کہتا ہے، جو نیچر کی زنجیروں میں جکڑا ہے، اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا اور نیچر بھی اتنا جو نیچری کی سمجھ میں آئے، جو اس کی ناقص عقل سے وراء ہے معجزہ ہو یا قدرت سب باد ہوا ہے۔ ایسے کو جس نے (خاک بدہنِ ملعوناں) جھوٹا دینِ اسلام بھیجا کہ اس میں باندی غلام بنانا حلال کیا۔ اور وہ دین جس میں باندی غلام بنانا حلال ہوا ہو نیچری کے نزدیک خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ایسے کو جس نے مدتوں اسلام میں اپنی خلافِ مرضی باتیں ناپاک چیزیں، اصلی ظلم، ٹھیٹ ناانصافی روا رکھی۔ ایسی بد باتیں، بہائم کی حرکتیں کہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ بات نہیں مانی جا سکتی کہ سچا مذہب تو خدا کی طرف سے اترا ہو، اس میں ایسے امور جائز ہوں، ایسے کو جو ان سخت ظالموں، ٹھیٹ ناانصافیوں جانور سے بدتر وحشیوں کو جن کا چھوٹا بڑا اول سے آج تک ان ناپاکیوں پر اجماع کئے ہوئے ہیں خیر الامم کا خطاب دیتا اور اپنے چنے ہوئے بندے کہتا ہے۔ ایسے کو جس نے کہا تو یہ کہ روشن آیتیں بھیجتا ہوں تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہوں اور کیا یہ کہ جو کہی کہہ مکرنی کہی تمثیلی داستان پہیلیاں، چیستاں لفظ کچھ مراد کچھ جو لغۃً عرفاً کسی طرح اس کا مفہوم نہ ہو فرشتے آسمان، جن شیطان، بہشت دوزخ، حشر، اجسادی معراج، معجزات سب باتیں بنائیں اور بتائیں بھی کہیں ایمانیات ٹھہرائیں اور من میں یہ کہ درحقیقت یہ کچھ نہیں یونہی طوطا مینا کی

سی کہانیاں کہہ سنائیں۔ وغیرہ وغیرہ خرافات ملعون کیا انھوں نے خدا کو جانا۔ حاشا للہ!

سُبْحٰنَ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (فتاویٰ رضویہ ج اول ص۴۲)

لاہور مسجد بیگم شاہی سے صوفی احمد دین صاحب نے اعلیحضرت قبلہ کی خدمت میں ایک استفتاء بھیجا تھا جس میں باطل فرقوں کے پیشواؤں کے کفریات اور واہیات کو جمع کیا تھا اور امام اہلسنت سے ان کے بارے میں فتویٰ طلب کیا تھا مستفتی فاضل نے ان مرتدوں اور بے دینوں میں اس نیچری خناس کا بھی ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب ہندی وہابیہ کے امام اور اس کے پیر کی موت ان کی سب یاوہ گوئیوں اور پیش گوئیوں کی مبطل ہوئی تو اس کے اذناب و ذریات سے ایک شخص قومی ترقی قومی اصلاح کا بہروپ بدل کر نکلا جملہ کتب تفسیر و فقہ و حدیث سے انکار کیا، تمام ضروریات دین سے منہ موڑا اور بکا کہ نہ حشر ہے نہ نشر نہ دوزخ، نہ بہشت نہ فرشتہ ہے، نہ جبرائیل نہ صراط، فرشتہ قوت کا نام ہے۔ دوزخ و بہشت و حشر و نشر، روحانی نہ جسمانی، کرامات و معجزات سب ہیچ ہیں۔ ہر کوئی کوشش کرنے سے نبی ہو سکتا ہے۔ خدا بھی نیچر کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ اس کے نزدیک غایت درجہ کی غمی کا نام دوزخ تھا سو وہ اپنی اسی مسلمہ دوزخ کے رستہ سے اسفل السافلین میں پہنچا اور وہ اسی طرح ہوا کہ اس کے خازن و امین نے بہت سے روپیہ اندوختہ اس کا غبن کیا۔

معلوم ہونے پر نہایت غمگین ہوا کھانا پینا ترک کیا، آخر اسی صدمہ سے ہلاک ہوا۔ اسی کے دم چھلوں سے مسیح قادیانی دجال پیدا ہوا کھلم کھلا دعوئے نبوت کیا۔ (الخ)

اعلیحضرت مجدد برحق علیہ الرحمۃ الحق نے سائل کے سوال کی تائید کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ یہ سوال کیا محتاج جواب ہے خود ہی اپنا جواب باصواب ہے۔ سائل فاضل سلمہ نے جو اقوال ملعونہ ان خبثاء سے نقل کیے ہیں ان سب کا ضلال مبین اور اکثر کا کفر و ارتداد مہین ہونا خود ضروری فی الدین بدیہی عند المسلمین ہے۔ (الخ)

(فتاوی رضویہ ج ٦ کتاب السیر ص ۸٦-۸۷)

مفتیٔ اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ

نیچری:- یہ باطل طائفہ ضروریات دین کا منکر ہے۔ قرآن کریم کے قطعی ضروری اور صاف صریح احکام میں دریدہ تاویل و تحریف اور تبدیلی کرتا ہے۔ ملائکہ و جن و شیاطین حشر و نشر جنت و دوزخ اور انبیاء کرام کے عظیم معجزوں سے اپنی ناپاک تاویلوں کی آڑ میں انکار کرتا ہے۔ تمام آسمانی کتابوں کو انسانی خیالات کا مجموعہ بتاتا اور وحیٔ الٰہی کو کسی مجنون کی بڑ ٹھہراتا ہے۔ طواف خانہ کعبہ کو جو نماز ہی کی طرح اللہ (عزوجل) کی عبادت ہے اسے وحشی قوموں کی ایجاد کی ہوئی غیر مہذب

نماز بتاتا ہے اور احرام کو وحشیانہ لباس کہتا ہے۔ اور حاجیوں کو جن میں انبیاء و مرسلین شامل ہیں دو پیروں کا جانور بتاتا ہے۔ جنت کی نعمتوں کو اعلیٰ درجہ کی روحانی راحت اور دوزخ کی اذیتوں کلفتوں کو روحانی اذیت کہتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جنت کو بدکاریوں کا اڈہ کہہ کر اس کا مذاق اڑایا ہے۔ نیچریوں کے عقائد کا لب لباب یہ ہے کہ تمام مذہبوں سے ان تمام باتوں کو نکال ڈالا جائے جو نیچر کے خلاف ہیں۔ اور ان تمام امور کو بھی علیحدہ کرلیا جائے جن میں کسی ایک مذہب کا بھی اختلاف ہے ان میں نہ کوئی معجزہ رکھا جائے اور نہ عقلوں کو حیران کر دینے والا قدرت الٰہیہ کا کوئی نشان باقی رہے۔ نہ کوئی ایسی بات دین میں شمار کی جائے جو عقل انسانی کے لئے قابلِ قبول نہ ہو۔ اب تمام مذہبوں میں جو مشترک باتیں رہ جائیں گی بس وہی مذہب نیچریہ ہے اور یہی ان کے نزدیک ٹھیٹ اسلام ہے۔ غرض یہ کہ یہ فرقہ دراصل اسلامی تعلیم کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی دینی ضرر رسانی میں دوسروں سے آگے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔ مولا تعالیٰ کریم اپنی پناہ میں رکھے۔

(سُنی بہشتی زیور۔ ص ۶۵-۶۶ حصہ اول)

مصنف تفسیر حقانی جناب مولوی عبدالحق دہلوی کے فتاویٰ

انھوں نے تفسیر قرآن لکھی ہے جس کا نام تفسیر حقانی ہے آٹھ

جلدوں پر مشتمل ہے۔ احمد خان کی لکھی ہوئی تفسیر القرآن (جو درحقیقت تحریف القرآن ہے) کی خوب رد کی ہے۔ اس کے تمام فاسد اور بے جا اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے ہیں اور جا بجا ضروریات دین کے انکار اور اسلامی قوانین واصول کا مذاق اڑانے کی وجہ سے فتوائے کفر جاری کر دیا ہے اور اس کی تمام کفریات سے پردہ چاک کیا ہے۔ جنھوں نے تفسیر حقانی کا مطالعہ کیا ہو ان پر یہ امر مخفی نہیں۔ مزید اس کے حوالے دینے اور طوالت دینے کی ضرورت نہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ

دیوبندی مکتبِ فکر کے حکیم الامت و مجدد مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے الافاضات الیومیہ جلد ۵ ملفوظ نمبر ۱۶۶ میں ایک سوال کے جواب میں جو کچھ لکھا ہے اس میں سے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں لکھتے ہیں کہ

زیادہ سرسید ہی نے ہندوستان میں نیچریت کی بنیاد ڈالی تھی۔ گو اس سے پہلے بھی اس خیال کے لوگ تھے مگر بہت کم اس وقت یہ بات نہ تھی جو کالج علی گڑھ کی بنیاد پڑنے کے بعد پیدا ہو گئی اور اس وقت یہ علماء ہی پر الزام تھا کہ یہ سرسید کے اس فعل کو بُری نظروں سے دیکھتے ہیں اور ترقی کے مانع ہیں مگر اس تحریکِ خلافت کے بعد

خود وہاں ہی کے تعلیم یافتہ جو آج کل بڑے لیڈر اور عقلاء کہلاتے ہیں ان
سب نے یہ تسلیم کر لیا کہ یہ انگریزیت اور دہریت اور نیچریت اس علی گڑھ
کالج کی بدولت ہندوستان میں پھیلی ہے۔ اس کی بدولت لوگوں کے
دین و ایمان برباد ہوئے۔ چند سطور کے بعد لکھتے ہیں کہ وہاں نصوص اور الحادیت
کا انکار، حضور کی معراج جسمانی کا انکار اور کثرت سے خرافات بانکتے
ہیں۔ اس پر بھی معتقدین کہتے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کا خیر خواہ اور ہمدرد
تھا۔ نہ معلوم وہ خیر خواہی اور ہمدردی کونسی قسم کے مسلمانوں اور کون سے اسلام
کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم میں تشریف لاکر جس اسلام
کی تبلیغ کی اور جیسا مسلمان بنایا، اس اسلام اور مسلمانوں کی تو اچھی خاصی
دشمنی تھی۔ (الاضافات الیومیہ ج ۵ ملفوظ نمبر ۱۶۶ ص ۱۶۵۔ ۱۶۶)

اسی کے جلد ۶ میں ہے کہ ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سر
سید احمد خان کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی، یہ نیچریت زینہ ہے اور جڑ ہے
الحاد کی۔ اس سے پھر شاخیں چلی ہیں۔ یہ قادیانی اس نیچریت کا اول شکار

حاشیہ (۱) فقیر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی بات میں کچھ تصرف کرکے کہتا ہے کہ حقیقت
یہ ہے کہ یہ وہابیت زینہ ہے اور جڑ ہے الحاد کی۔ اس سے پھر شاخیں چلی ہیں یہ علی گڑھی بھی اسی وہابیت کا اول
شکار ہوا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ استادوں سے بھی بازی لے گیا کہ نیچریت میں کود پڑا پھر یہ قادیانی اس نیچریت
کا اول شکار ہوا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ استاد یعنی سر سید احمد خان سے بھی بازی لے گیا۔ کہ
نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔

سر سید احمد خان کا وہابیت سے نیچری ہونے کی وضاحت آگے آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

ہوا آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ استاد یعنی سرسید احمد خان سے بھی بازی لے گیا کہ نبوت کا مدعی بن بیٹھا (۱) (ملفوظ نمبر ۳۸۲ ج ۶ ص ۲۳۶) (ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

جناب مولوی یوسف بنوری دیوبندی کا فتویٰ

مولوی انور شاہ کشمیری کی تصنیف مشکلات القرآن کے مقدمہ یتیمۃ البیان ص ۳۰ پر سرسید احمد خان کے کفریات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "وھو رجل زندیق ملحد او جاہل ضال"۔ یعنی وہ مرد زندیق ملحد یا جاہل گمراہ ہے۔

سرسید اپنوں کی نظر میں

تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء کے فتاویٰ کے بعد اب سرسید احمد خان کے ماننے والوں، اس کو اپنا پیشوا، بلکہ تمام مسلمانوں کا پیشوا، مصلح اور قوم کی ترقی کا عظیم لیڈر کہنے والوں کے تاثرات بھی دیکھیں کہ درحقیقت اس کے بارے میں ان کا کیا نظریہ ہے۔

رسالہ فرائی ڈے ٹائمز میں تبصرہ شائع کرنے والے خالد نیچری کے ممدوح مسٹر ضیاء الدین لاہوری کی تصنیف (جس پر خالد نے تبصرہ شائع کیا

تھا) خود نوشت افکار سرسیّد کی ابتداء میں "حرفِ چند" عنوان کے تحت ڈاکٹر ابو سلمان شاجہان پوری سرسید اور کتاب خود نوشت اور اس کے مصنف ضیاء الدین لاہوری کے اوصاف بیان کرتے ہوئے (کبھی جھوٹا شخص بھی سچ بول لیتا ہے کہ مصداق ہو کر) لکھتے ہیں۔ سرسیّد نے جتنے عظیم الشّان کارنامے انجام دیئے تھے، ویسی ہی ان سے بڑی غلطیاں بھی سرزد ہوئی تھیں اس لئے لازم ٹھہرا کہ اُن سے انتہائی شدید اختلاف کیا جائے۔ بلاشبہ اگر ان کے مذہبی عقائد کو اختیار کر لیا جائے تو مذہبی عقائد و ایمانیات کا پورا نظام درہم برہم ہو جائے اگر ان کے سیاسی افکار کو بیسویں صدی میں بھی مسلمان اپنا نصب العین قرار دے لیتے تو آزادی کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکتا تھا۔ اگر ان کی دعائیں شرفِ قبول حاصل کر لیتیں تو آج بھی اہلِ وطن کے سروں پر برٹش استعمار کا سورج چمک رہا ہوتا اور اگر ان کے تعلیمی افکار کو مطمح نظر قرار دے لیا جاتا تو برطانوی اقتدار کے دفتری نظام کو چلانے اور اُسے مستحکم کرنے والی مسلمان نام کی ایک غلام قوم محکومانہ زندگی گزار رہی ہوتی۔

(خود نوشت افکار سرسید صہ۱۷-۱۸)

اب ذرا اس کے دوسرے اور اصلی قصیدہ گو مولوی الطاف حسین حالی کا نظریہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ حالی لکھتے ہیں''

"شاید لوگوں کا یہ خیال ہو کہ ہم سرسید کے مخالفوں کو ان کے مسلمان یا پابندِ مذہب ہونے کا یقین دلانا چاہتے ہیں مگر فی الواقع ہمارا یہ مقصد نہیں ہے۔ صہ۱۱

تلخیص حیاتِ جاوید صـ ۱۱۲ پر لکھتے ہیں ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ جو کچھ انہوں نے غدر کے بعد مذہب کے متعلق لکھا وہ خطا اور غلطی سے بالکل پاک ہے۔ نیز صـ ۱۴۶ پر ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ بہت آیتوں کے معنیٰ بیان کرنے میں جن میں اصولوں کی ان کو پابندی کرنی چاہیئے تھی ان کی پابندی نہیں کی گئی اور اسی وجہ بعض آیات کی تفسیر میں سرسید کے بعض ہم خیال آدمی ان کے ساتھ متفق نہیں ہیں ۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اب تو خالد کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ صرف علماء ہی نہیں بلکہ اس کے تبصرے والے الفاظ کے مطابق صرف اسلام پسند ہی نہیں بلکہ خود سرسید کی روحانی کفر پسند اولادبھی اس کے کفر و ارتداد اور اسلام دشمنی انگریز خواہی کا کھلے الفاظ میں ببانگِ دُہل اعلان کر رہی ہے ۔

ع شرم تم کو مگر پھر بھی نہیں آتی

سرسید کی زندگی کے چند مراحل

(حالی کی کتاب "حیاتِ جاوید" کے حوالے سے)

سرسید کا اعتراف میری لائف میں سوا اس کے کہ لڑکپن میں خوب کبڈیاں کھیلیں، کنکوے اڑائے، کبوتر پالے، ناچ مجرے دیکھے اور بڑے ہو کر نیچری کافر اور بے دین کہلوائے اور رکھا کیا ہے ۔ (حیات جاوید صـ ۱۷)

سرسید کا بچپنہ

ابتدا میں وہ اکثر گیند بلا، گیٹریاں، آنکھ مچولی، چیل چلو وغیرہ کھیلتے تھے صہ۳۱ - نیز صہ۳۲ پر شطرنج کھیلنے کا واقعہ ہے۔

سرسید کی تعلیم

صہ۳۲ پر ہے کہ انھوں نے چند کتابیں فارسی اور عربی کی پڑھیں مگر طالبعلموں کی طرح نہیں بلکہ نہایت بے پروائی اور کم توجہی کے ساتھ۔ صہ۹۹ پر ہے کہ انہوں نے قدیم یا جدید کسی طریقے میں پوری تعلیم نہیں پائی۔

مذہبی تحقیقات

نہ وہ واعظ تھا نہ مفتی نہ فقیہہ تھا نہ محدث، نہ معانی و بیان کا ماہر تھا نہ منطق و فلسفہ کا صہ۱۴۵

عنفوانِ شباب

سرسید احمد خان کی جوانی کس حالت میں گزری ہے وہ بھی اسی ہی کے پیروکار فرمانبردار اور شاگرد الطاف حسین حالی کی تحریر سے ملاحظہ فرمایئے۔ لکھتے ہیں کہ

سرسید کا عنفوان شباب نہایت زندہ دل اور رنگین صحبتوں میں گزرا تھا وہ راگ رنگ اور عورتوں کی مجلسوں میں شریک ہوتے تھے، ہولی کے جلسوں اور تماشوں اور بسنت کے میلوں میں جاتے تھے جہاں طوائفیں خوبصورت لباس پہن کر گاتی تھیں۔ سرسید خود کہتے تھے کہ میں ہمیشہ وہاں جاتا تھا اور اس جلسے میں شریک ہوتا تھا صہ۳۵

اس کے بعد حالی لکھتے ہیں کہ سرسید کا مذکورہ بالا مجلسوں اور صحبتوں میں شریک ہونا رنگ لائے بغیر نہ رہا اور اس متعدی مرض کے اثر سے اپنے

تئیں نہ بچا سکے۔

صد ۹۹ پر ہے جوانی کے آغاز میں سرسید کو بچپن کی نسبت کسی قدر زیادہ آزادی حاصل ہوئی۔ وہ اکثر رنگین جلسوں میں شریک ہونے لگے اور شہر کے امیرزادوں سے ملنے جلنے لگے۔ سوسائٹی کا پرچھاواں اُن پر بھی پڑا اور پڑنا چاہیئے تھا۔

نماز اور روزہ کی پابندی

حالی کی کتاب صہ پر ہے کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو شخص مذہبی خیالات کی اصلاح کا دعویٰ کرے اس میں مذہبی تقدس جو علمائے دین کا شعار ہے، ضرور ہونا چاہیئے۔ لیس سرسید جیسا دنیا دار آدمی جو نماز روزہ تک کا پابند نہ ہو اس منصب جلیل کے کیونکر لائق ہو سکتا ہے؟

فقیر خادم الدین محمد تاج الدین ثبتہ اللہ فی مقام الصدق والیقین کہتا ہے کہ میرا بھی ان باتوں کے لکھنے سے مقصد یہی تھا، لیکن میں سوال میں چند باتیں زیادہ کرتا ہوں کہ جو شخص مذہبی خیالات کی اصلاح کا دعویٰ کرے۔ بلکہ اس کے ملنے والے اس کو مصلح مجدد مجتہد، مفسر اور نہ جانے کیا کیا القاب دیں، اس میں مذہبی تقدس جو علمائے دین کا شعار ہے، ضرور ہونا چاہیے لیکن مسٹر احمد خان جیسا عیاش، آزاد طبیعت، راگ رنگ، گانا ناچ اور طوائف کی مجلسوں میں بیٹھنے والا، عورتوں کی اکثر صحبت میں بیٹھنے والا، ان کے رنگ میں رنگنے والا، کھیل کود شطرنج، کبڈیاں گیڑیاں گیند بلا وغیرہ کھیلنے والا، کنکوے اڑانے والا، کبوتر پالنے والا اور تعلیمی معاہد

میں چند درسی کتابیں نہایت کم توجہی اور بے پروائی کے ساتھ سرسری نظر سے دیکھنے والا، قدیم وجدید علوم میں بالکل نابلد جو نہ واعظ ہو نہ مفتی نہ فقیہ نہ محدث نہ معانی وبیان اور منطق وفلسفہ کا جاننے والا، جو نماز روزے جیسے عظیم الشان فرائض کا تارک ہو وہ اس منصب جلیل کے کیونکر لائق ہو سکتا ہے؟ سرسید کے گنتی کے دو چار ماننے والے جواب دیں! اور انشاء اللہ قیامت تک نہ دے سکیں گے۔ انہی برائیوں اور خرابیوں و نادانی وجہالت کا نتیجہ تھا کہ اس کے قلم وزبان نے توہین وتنقیص خداوندی میں نہ کوئی کسر چھوڑا اور نہ کسی رسول و نبی اور فرشتے کو چھوڑا۔ اور نہ قرآن وحدیث کے تقدس کی پرواہ کی نہ اسلام اور شعائر اسلام کا لحاظ کیا اور نہ صحابہ اہلبیت تابعین، آئمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین، فقہاء اولیا کاملین وعلمائے ربانیین کو معاف کیا۔ اور ستم بر ستم یہ کہ وہ خود بھی تذبذب کا شکار رہا۔

چنانچہ پہلے وہابیت کا بھوت اس کے سر پر سوار تھا اور وہابیت کے جوش میں اہل حق اہلسنّت وجماعت کے خلاف راہِ سنت و ردِ بدعت وغیرہ رسالے لکھے۔ دیکھو حیات جاوید ص۲۳ اس نے کئی مقامات پر وہابیت کی حقانیت اور اہلسنّت کو اہلِ بدعت ثابت کرنے پر زور دیا ہے۔ دیکھو خود نوشت ص۵۶۔ ۶۰

ہندوستانی وہابیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے پیر سید احمد بریلوی کی جابجا تعریف وتوصیف کی ہے۔ دیکھو خود نوشت ص۱۲۴ وہابیت پر خوب زور دینے کے بعد اس جاہل گمراہ نادان کو مجتہد امام

پیشوا، لیڈر اور مصلح قوم کہلانے کا شوق ہوا تو خود ایک نئے فرقے کی بنیاد رکھی جس کا نام نیچری فرقہ رکھا اور اب اپنی انگریزی سرکار کو خوب راضی کیا۔ اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف وہ کچھ بکا اور وہ خرافات لکھیں کہ شیطان ابلیس سے بھی گویا کہ آگے گزر گیا جن کی تفصیل انشاء اللہ آپ آنے والے اوراق میں پڑھیں گے۔ آپ نے سر سید کی زندگی کے چند مراحل کا مطالعہ فرما لیا جس سے آپ اس کی عادتوں اور کارناموں کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اب یہ وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ سر سید کی پوری زندگی کا اصل مشن مقصد اور منشا، انگریز اسلام دشمنوں کی غلامی اور ان کے ساتھ وفاداری تھا ذرا اس کی وضاحت بھی ملاحظہ فرمایئے۔

سر سیّد کا انگریزوں کی غلامی پر فخر

سر سید نے جب سے ہوش سنبھالا اسی وقت سے وہ انگریزوں کافروں اور اسلام دشمنوں کے ساتھ رہا۔ ان کی غلامی ان کی رفاقت اور ان کے ساتھ وفاداری پر اس کو بڑا فخر تھا۔ برٹش انگلشیہ حکومت کے ساتھ تعاون، ان کی حکومت کی مضبوطی اور مسلمانوں کو ان کی غلامی و ماتحتی تسلیم کرانے پر اس شخص نے سر توڑ کوششیں کی ہیں۔ اس مقصد کی خاطر سخت تکلیفیں اٹھائیں ہیں، بڑی صعوبتیں برداشت کی ہیں۔ کیونکہ اس کا اصل مشن یہ تھا کہ برٹش انگریزوں کی حکومت پوری دنیا پر مضبوط ہو

مستحکم رہے اور مسلمان قیامت تک ان کی غلامی و ماتحتی میں رہیں.
اور ان کے درباروں میں کاسۂ گدائی لے کر پھرتے رہیں، اُن سے بھیک
مانگتے رہیں ۔ زیرِ بحث کتاب خود نوشت افکار سرسید کے چند اقتباسات
زیرِ قلم لاتا ہوں جن کو پڑھ کر آپ خود بخود اس کے اس جذبے کو بخوبی
جان سکتے ہیں ۔

خود نوشت ص۲۹ پر ہے کہ بہر سہرا سر سید احمد خان کے سر ہے کہ
انھوں نے ۱۸۵۷ء سے قبل ہی علمی انداز میں انگریزی حکومت کے حق
میں رائے عامہ ہموار کرنے کا کام رضا کارانہ طور پر اپنے ذمے لیا تھا.
جنگِ آزادی کا زمانہ آیا تو انھوں نے انگریزی سرکار کی تائید میں اپنی عملی
صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور اپنی جان کو داؤ پر لگا کر انگریزوں کی حفاظت کی
اور پھر بجنور میں ہندو مسلم فسادات کے دوران ہندوؤں کے تعاون سے
اپنے ایک ملازم دوست کے ساتھ انگریزی حکومت کے منتظم بھی مقرر
ہوئے۔ اس تمام عمل میں انھوں نے سخت مصیبتیں اٹھائیں جس کا تفصیلا
ذکر انھوں نے سرکشی ضلع بجنور میں کیا ہے۔ سر سید کی ان خدمات پر
انگریز حاکم کے تاثرات ان کی اپنی زبانی ملاحظہ فرمائیں ۔

میں نہایت متامل ہوتا ہوں اس اگلی بات بیان کرنے سے
کہ میں اپنی نسبت آپ لکھتا ہوں اور پھر مجھ کو اس کے لکھنے پر اس
لئے دلیری ہوتی ہے کہ در حقیقت میں خود نہیں لکھتا بلکہ اپنے آقا کی
بات بیان کرتا ہوں اور پھر مجھ کو نہایت خوشی ہے کہ گو میرے آقا نے مجھ

نسبت بات کہی ہو، میں کیوں نہ اس کو کہوں اور کس لئے نہ لکھوں کہ اپنے آقا کی بات سے خوش ہونا اور اس کو بیان کر کے اپنا فخر کرنا نوکر کا کام ہے۔ یعنی جب میں میرٹھ آیا اور بیماری نے مجھ کو کمال ستایا تو میرے آقا مسٹر جان کری کرافٹ ولسن صاحب بہادر دام اقبالہ صاحب جج اور اسپیشل کمشنر میری عزت بڑھانے کو مجھے دیکھنے آئے اور مجھ سے یہ بات کہی کہ تم ایسے نمک حلال نوکر ہو کہ تم نے اس نازک وقت میں بھی سرکار کا ساتھ نہیں چھوڑا اور باوجود یہ کہ بجنور کے ضلع میں ہندو اور مسلمانوں میں کمال عداوت تھی اور ہندوؤں نے مسلمانوں کی حکومت کو مقابلہ کر کے اٹھایا تھا اور جب ہم نے تم کو اور محمد رحمت خان صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر کو ضلع سپرد کرنا چاہا۔ تو تمھاری نیک خصلت اور اچھے چال چلن اور نہایت طرفداری سرکار کے سبب تمام ہندوؤں نے جو بڑے رئیس اور ضلع میں نامی چوہدری تھے سب نے کمال خوشی اور نہایت آرزو سے تمام مسلمانوں کا اپنے پر حاکم بننا قبول کیا بلکہ درخواست کی کہ تم ہی سب ہندوؤں پر حاکم بنائے جاؤ اور سرکار نے بھی ایسے نازک وقت میں تم کو اپنا خیر خواہ اور نمک حلال نوکر جان کر کمال اعتماد سے سارے ضلع کی حکومت تم کو سپرد کی اور تم اسی طرح وفادار اور نمک حلال نوکر سرکار کے رہے۔ اس کے صلے میں اگر تمھاری ایک تصویر بنا کر پشت ہا پشت کی یادگاری اور تمھاری اولاد کی عزت اور فخر کو رکھی جائے تو بھی کم ہے۔ میں اپنے آقا کا کمال شکر ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھ پر ایسی مہربانی کی اور میری قدردانی کی۔ خدا ان کو سلامت رکھے۔ آمین

یہ بہت طویل داستان ہے۔ بطورِ اختصار چند اقتباسات منقول ہیں۔ اسی میں آگے تحریر ہے۔

علی گڑھ کالج کے قیام کا اصل مقصد

سر سید نے اطاعت و فرمانبرداری اور وفاداری کے جذبات کی نشو و نما کے لئے ایک مثالی تعلیمی ادارے کے قیام کو اس مقصد کا بنیادی اور مؤثر ذریعہ سمجھتے ہوئے علی گڑھ کالج کی بنیاد رکھی۔ اس ادارے کے اغراض و مقاصد میں یہ مقصد نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو سلطنتِ انگریزی کی لائق و کارآمد رعایا بنانا اور ان کے طبائع میں ایسی خیر خواہی پیدا کرنا جو ایک غیر سلطنت کی غلامانہ اطاعت سے نہیں بلکہ عمدہ گورنمنٹ کی برکتوں کی اصل قدر شناسی سے پیدا ہوتی ہے۔ کالج کے ٹرسٹیوں نے ایک موقع پر اس مقصد کو کھلے الفاظ میں اس طرح بیان کیا کہ من جملہ کالج کے مقاصد اہم کے یہ مقصد نہایت اہم ہے کہ یہاں کے طلباء کے دلوں میں حکومت برطانیہ کی برکات کا سچا اعتراف اور انگلش کریکٹر (

) کا نقش پیدا ہو اور اس سے خفیف سا انحراف بھی حق امانت سے انحراف کے مترادف ہے۔ (خود نوشت افکار سر سید ص ۲۹ تا ۳۲)

نیز ص ۳۳ پر ہے۔ سر سید دینی دائرے میں بھی اپنے مشن کی تکمیل میں سرگرم رہے۔ انھوں نے خدا اور رسول کے حوالوں سے غیر ملکی حکمرانوں کی اطاعت و فرمانبرداری کو فرض اور واجب قرار دیا اور تفسیر القرآن میں ان عقائد کا اظہار

کیا جو لوگ اس ملک میں جہاں بطور رعیت کے رہتے ہوں یا امن کا اعلانیہ یا ضمناً اقرار کیا ہو اور گو صرف بوجہ اسلام ان پر ظلم ہوتا ہو تو بھی ان کو تلوار پکڑنے کی اجازت نہیں دی یا اس ظلم کو سہیں یا ہجرت کریں یعنی اس ملک کو چھوڑ کر چلے جائیں۔

صفحہ ۲۴ پر ہے خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایسی مہربان اور عادل گورنمنٹ ان کے جان و مال اور عزت اور مذہب پر مسلط کی ہے جو اُن کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کرتی ہے اور اس نے ہر طرح کی مذہبی آزادی عنایت کی ہے اور وہ کوئی ایسا حکم نہیں دیتی ہے نہ کبھی دے گی جس سے ہم کو خدا کی نافرمانی کرنی پڑے۔ انگریزوں کی قوم ایک ایسی قوم ہے جس کے دل میں انسان کی بھلائی اور بہتری چاہنے کا ایک قدرتی جوش ہے۔ ہم کو جو کچھ اپنی بھلائی کی توقع ہے وہ انگریزوں سے ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم ملکۂ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصرۂ ہند کے زیرِ سایہ ہیں۔ ہمارا مذہبی فرض ہے کہ ہم ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کی اطاعت دل و جان سے کریں۔ اور ان کی دولت اور حکومت کی درازی اور قیام و استحکام کی دُعا کرتے رہیں۔

ناظرین گرامی قدر آپ نے گزشتہ صفحات میں سرسید کے انگریزی زر خرید غلام اور ایجنٹ ہونے کی چند مثالیں ملاحظہ فرمالیں اور آپ کو اس کا انگریزوں کے ساتھ تعلق و محبت اور وفاداری و اسلام دشمنی اور انگریزوں کا اس پر مہربان ہونے کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا۔ اب ذرا دل کھول کر پڑھیے قرآنی آیات کہ مومن کی نشانی کیا ہوتی ہے اور یہود و نصاریٰ اس قدر

رضامندی اور محبت کس کے ساتھ رکھتے ہیں، کافروں سے دوستی و محبت رکھنے والا کون ہوتا ہے اس شخص پر خدائی فتویٰ ملاحظہ فرمائیے۔ نمبروار آیاتِ قرآنیہ پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

(۱) لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ (المجادلہ پ ۲۸ ع ۳)

ترجمہ: "تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔"

یعنی مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں۔ اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کرے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بد دینوں اور بد مذہبوں اور خدا اور رسول کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے مودت و اختلاط جائز نہیں۔

(خزائن العرفان)

(۲) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (سورۃ التوبہ پ ۱۰ ع ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو

اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں"۔

(۳) وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (سورۃ البقرہ پ۱ ع ۱۴)

ترجمہ: "اور ہرگز تم سے یہود و نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔ تم فرما دو اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار"۔

(۴) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (پ ۶ رکوع ۱۲ سورۃ المائدہ)

ترجمہ: "اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہی میں سے ہے، بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا"۔

(۵) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ

هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ
اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ پ ۶ ع ۱۳ سورۃ المائدہ)

ترجمہ: "اے ایمان والو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا
لیا ہے وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافران میں
کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان
رکھتے ہو"

(۶) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْ
نَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ
وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْقِلُوْنَ ۝ (پ ۴ رکوع ۳ سورۃ آل عمران)

ترجمہ: "اے ایمان والو غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری
برائی میں کمی نہیں کرتے۔ ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں
پہنچے بیر ان کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ جو سینے میں
چھپائے ہیں اور بڑا ہے۔ ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا
دیں اگر تمہیں عقل ہو"

(۷) تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ
مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي
الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝

ترجمہ: ان میں تم بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے

ہیں۔ کیا ہی بری چیز اپنے لئے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ

کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔"

(۸) وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ

مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ ۝

ترجمہ: "اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور ان نبی پر اور اس پر جو ان

کی طرف اُترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ان

میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔"

(۹) لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ

وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ (پ ۷ رکوع ۱۵ سورۃ المائدہ)

ترجمہ: "ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں

کو پاؤ گے۔"

(۱۰) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ

الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا

مُّبِينًا ۝ (پ ۵ ع ۱۸ سورۃ النساء)

ترجمہ: "اے ایمان والو کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں

کے سوا کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لئے صریح

حجت کر لو۔"

(تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ)

مسلمانو! آپ نے دیکھا اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب اس شخص

پر جو یہود و نصاریٰ، مشرکوں، کافروں، منافقوں، خدا و رسول اور اسلام کے دشمنوں کو اپنا دوست بنائے اور ان کو اپنا خیر خواہ و مدد گار سمجھیں۔ یہاں بطورِ اختصار صرف ان دس آیاتِ طیبات پر اکتفا کی ورنہ اس کے متعلق اور بے شمار آیتیں اور حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اب آپ ذرا انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ان آیاتِ ربانی کو دوبارہ پڑھیں اور ان سخت ترین وعیدوں کو ذہن نشین کر لیں اور پھر سر سید احمد خان کا انگریزوں کی غلامی اور ان کے ساتھ خیر خواہی، ان پر اعتماد اور پھر انگریزوں، عیسائیوں کا اس پر اعتماد، اس پر اُن کی نوازشات کا بیان بھی ملاحظہ کیجئے۔ جو اس سے پہلے گزر گیا۔ پھر آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ وہ ان سخت ترین وعیدوں کا مستحق ہے یا نہیں؟

اگر نہیں تو ان آیاتِ طیبات کا جواب پیش کیجئے اور اگر ہے تو اس بدترین نیچری انگریزی فتنہ سے خود بھی بچنے کی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی بچنے کی تلقین کریں۔ اور زبان پر یہ دُعا جاری رکھیں۔

"خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے — بالخصوص نیچریت کی وبا سے"

آمین ثم آمین بحرمت سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

سر سیّد کا قومی نظریہ

رسالہ قرآنی ڈے ٹائمز میں خالد نیچری نے اپنے تبصرہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ سر سیّد احمد خان تحریک پاکستان کا ایک حصہ ہیں۔ کیونکہ انھوں

نے ہندوستان میں دو قومی نظریہ پیش کیا ہے ۔ انتہیٰ ۔

مسلمانو ! گزشتہ اوراق میں آپ نے یہ جان لیا ہوگا کہ سرسید احمد خان مسلمانوں کی بدخواہی اور کافروں کی خیرخواہی میں کس قدر سرگرم تھا ۔

اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر سرسید کی زندگی میں تحریکِ پاکستان چلی ہوتی تو مخالفت میں سبقت لے جانے والا یہی شخص ہوتا۔ لیکن چونکہ یہاں بات چلی ہے اس کے قومی نظریئے کی اب خالد نیچری کی پسندیدہ ضیاء الدین نیچری کی تالیف "خود نوشت افکار سرسید" ہی کی چند عبارات پڑھیئے۔ جس میں اس اہم مسئلے کا خوب حل موجود و مرقوم ہے چنانچہ خود نوشت ص۲۶۳ پر بعنوان " ہندوستان میں لفظِ قوم کا اطلاق لکھا ہوا ہے. کہ درحقیقت ہندوستان میں ہم دونوں باعتبار اہل وطن ہونے کے ایک قوم ہیں۔ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو مثل اپنی دو آنکھوں کے سمجھتا ہوں۔ اس کہنے کو بھی میں پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ لوگ علی العموم یہ فرق قرار دیں گے" کہ ایک کو دائیں آنکھ اور ایک کو بائیں آنکھ کہیں گے۔ مگر میں ہندو اور مسلمان دونوں کو بطور ایک آنکھ کے سمجھتا ہوں۔ اے کاش میری صرف ایک ہی آنکھ ہوتی کہ اس حالت میں عمدگی کے ساتھ ان کو اس ایک آنکھ کے ساتھ تشبیہ دے سکتا۔ تمام انسان بالکل شخص واحد ہیں اور میں قوم کی خصوصیت کے واسطے مذہب اور فرقہ اور گروہ نہیں پسند کرتا۔ وہ زمانہ اب نہیں کہ صرف مذہب کے خیال سے ایک ملک کے باشندے دو قومیں سمجھے جائیں۔ لفظِ قوم سے میری مراد ہندو اور مسلمان دونوں سے ہے۔

یہی وہ معنیٰ ہیں جس میں میں لفظِ نیشن (قوم) کی تعبیر کرتا ہوں۔ آگے لکھتا ہے۔ کہ ہندو اور مسلمان اور عیسائی بھی جو اس ملک میں رہتے ہیں اس اعتبار سے سب ایک قوم ہیں۔ ہندو میری رائے میں کسی مذہب کا نام نہیں بلکہ ہر ایک شخص ہندوستان کا رہنے والا اپنے تئیں ہندو کہہ سکتا ہے۔

حاشیے میں لکھا ہے کہ اپنے اس خطاب میں سرسید نے اس بات پر ہندوؤں سے گلہ کیا ہے کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ آپ مجھ کو باوجود اس کے کہ میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں ہندو نہیں سمجھتے۔ چند سطور کے بعد ہے۔ جس طرح آریہ قوم کے لوگ ہندو کہلائے جاتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان بھی ہندو یعنی ہندوستان کے رہنے والے کہلائے جاسکتے ہیں۔ ہم نے متعدد دفعہ کہا ہے کہ ہندوستان ایک خوبصورت دلہن ہے اور ہندو اور مسلمان اس کی دو آنکھیں ہیں۔ اس کی خوبصورتی اس میں ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں سلامت و برابر رہیں۔ اگر ان میں سے ایک برابر نہ رہی تو وہ خوبصورت دلہن بھینگی ہو جائے گی اور اگر ایک آنکھ جاتی رہی تو کانی ہو جائے گی۔

ہم دونوں کی سوشل حالت قریب قریب ایک ہی سی ہے بلکہ بہت سی عادتیں اور رسمیں ہم مسلمانوں میں ہندوؤں کی آگئی ہیں۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہم دونوں قومیں نہایت محبت و اخلاص سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایۂ عاطفت میں اپنی زندگی نہایت وفاداری سے بسر کریں۔ اور ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر انڈیا کی سلامتی اور درازیٔ سلطنت

کی دُعا کرتے رہیں۔ صد ۲۶۳ تا ۲۶۴

یہ ہے احمد خان کا ہندوستان میں قومی نظریہ کہ تمام مسلمانوں کو ہندو کہہ کر ہندو اور مسلمان کو ایک قوم قرار دیا۔ لیکن اس کے برعکس خالد نیچری کا دعویٰ ہے کہ سرسید تحریک پاکستان کا ایک حصہ ہیں کہ انھوں نے ہندوستان میں دو قومی نظریہ پیش کیا تھا۔ ؎

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

گزشتہ صفحات میں آپ نے سرسید پر علمائے اسلام کے فتاویٰ اس کے متعلق اس کے ماننے والوں کا نظریہ، اس کی انگریزوں کی غلامی اور اُن کے ساتھ وفاداری، دوستی و محبت پھر اس پر خداوند ذوالجلال کی وعیدیں نیز مقدمہ میں اہل حق کی پہچان، حق راستہ کن لوگوں کا ہے، یہ تمام ضروری اور اہم باتیں ملاحظہ فرمائیں۔ اب آئیے سرسید کے وہ اصل عقائد و افکار بھی ملاحظہ فرمائیے جن کے ایجاد و اظہار کے لیے انگریزوں، عیسائیوں نے اس کو پالا تھا اس کو پروان چڑھایا تھا۔ جن کے باعث علمائے عرب و عجم نے اس کے کافر ہونے پر اتفاق کیا تھا۔ جس کا آج تک نیچری لوگ گلہ کرتے ہیں۔ عقائد ترتیب وار لکھے جائیں گے۔ پھر آپ کو انصاف کا واسطہ دیا جاتا ہے کہ آپ خود فیصلہ کر دیں کہ ایسے عقائد رکھنے والا شخص مسلمان ہو سکتا ہے؟۔ انشاء اللہ معمولی عقل و فہم رکھنے والا مسلمان (جس پر نیچریت کا بھوت سوار نہ ہو) بھی اس کو مسلمان تصور نہیں کرے گا۔ اور ان حقائق کو دیکھنے کے بعد بھی اگر کوئی اس کو مسلمان تصور کرتا ہے تو وہ یا تو نرا جاہل بے وقوف ہے یا و من یتولہم منکم فانہ منہم

کے مصداق ہو کر اسی کے زمرے میں داخل ہے۔

توہین و تنقیص شانِ خداوندی جل وعلا

(۱) خدا نہ ہندو ہے نہ عرفی مسلمان نہ مقلد نہ لامذہب نہ یہودی نہ عیسائی وہ تو پکا چھٹا ہوا نیچری ہے۔ الخ" خود نوشت صـ۶۳)

۲۔ مسئلہ تقدیر کا انکار کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ تقدیر کا مسئلہ اگر صحیح ہو تو جو کام حضرت نے خود کئے ہیں اس کی سزا دوسروں کو دی جائے گی صـ۶۵
اس عبارت میں مسئلہ تقدیر سے انکار کے ساتھ ساتھ شان رب العزت کی صریح توہین کی ہے کہ خداوند قدوس اپنے کاموں کی سزا مخلوق کو دے رہا ہے۔ نعوذ باللہ۔

(۳) اگر کوئی کہے کہ تیرہ سو برس سے کسی نے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین یا علمائے مجتہدین و مفسرین نے یہ معنی نہیں کہے بلکہ خود خدا نے یہ معنی نہیں سمجھا جو تم کہتے ہو تو ہم ادب سے عرض کریں گے کہ ہم کو اس دلیل سے معاف رکھیئے۔ صـ۸۴

اس عبارت میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ جو معنی سرسید نے بیان کیے ہیں وہ معاذ اللہ خدا نے بھی نہیں سمجھے ہیں۔ انتہیٰ

حاشَ لِلّٰہ سبحٰن رب العرش العظیم عما یصفون

قرآن کریم کے متعلق فاسد خیالات

خود نوشت صد۱۴ تا ۴۲ میں قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت پر ضرب کاری کرتے ہوئے اس بات سے انکار کر لیا ہے کہ قرآن کریم فصاحت و بلاغت میں بے مثال ہے اور صاف لکھا ہے کہ فصاحت و بلاغت کو قرآن کریم کا معجزہ سمجھنا صحیح نہیں۔ مفسرین اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فصاحت و بلاغت کو معجزہ سمجھنا ان کی غلط فہمی ہے

۲۔ صد ۸۵ پر آیات قرآنیہ میں سے بعض کا ناسخ اور بعض کا منسوخ ہونے سے بھی صاف انکار کر کے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں نہ کوئی آیت ناسخ ہے نہ منسوخ ہے اور مفسرین و علمائے اسلام پر سخت تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انھوں نے نہایت غلط اور بے جا استدلال سے قرآن کی آیتوں کا اس طرح پر ناسخ و منسوخ ہونا قرار دیا ہے۔

ناسخ و منسوخ کی حقیقت کو جس طرح عیسائی پادری اور ہندو لوگ نہیں سمجھ سکے اور بے جا اعتراضات قرآن کریم اور اسلام و مسلمانوں پر کئے ہیں۔ انہی کی پیروی کرتے ہوئے علی گڑھ کے اس جاہل مفسر قرآن نے بھی فضول اعتراضات اور فاسد خیالات کا سہارا لیتے ہوئے انکار کیا ہے جن کی کوئی حقیقت و بنیاد نہیں۔

(۳) خود نوشت صد ۶۹ پر ہے کہ قرآن مجید بلفظہ مع معانی با قدیم و کلام خدا ہے اور خود خدا نے اپنا کلام پیغمبر خدا میں بلا واسطہ پیدا کیا ہے (یعنی بلفظہ)

اور اسی طرح دیگر کتب آسمانی کے متعلق اس کا عقیدہ ہے۔ یعنی وہ واسطۂ وحی جبرائیل کا منکر ہے بلکہ آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے کہ سرے سے وہ حضرت جبرائیل امین اور تمام ملائکہ (فرشتوں) کے وجود کا بھی منکر ہے۔

(۴) خدا نے ان پڑھ بدوؤں کے لئے ان ہی کی زبان میں قرآن اتارا ہے یعنی سرسید کے خیال میں قرآن مجید انگریزی جو بہتر و اعلیٰ زبان ہے اس میں نازل ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن خدا نے ان پڑھ بدوؤں کی زبان عربی میں نازل فرمایا ہے (العیاذ باللہ) نقل کفر کفر نہ باشد

(۵) لوگ قرآن مجید کی آیتوں کو بطورِ عمل کے پڑھتے ہیں اور کسی میں وسعت رزق کی اور کسی میں کشود کاری کی اور کسی میں شفاء امراض کی تاثیر سمجھتے ہیں۔ قرآن مجید کی کسی آیت یا سورت میں اس قسم کی تاثیر نہیں ہے
صد ۱۴۸

(۶) پھر بالفرض اگر کسی الہامی کتاب میں (قرآن ہو یا اور کوئی) اقلیدس اور جر ثقیل کے دلائل یا علم ہیئت کے مسائل کے بیان میں غلطی ہو تو کیوں وہ غلط مانی جائے کیونکہ وہ الہام اس سے متعلق نہیں صد ۴۳

نمبر ۵ سے مراد یہ ہے کہ اس کے باطل گمان میں قرآن مجید میں وسعتِ رزق، شفاء امراض وغیرہ کی کوئی تاثیر نہیں لہٰذا دم تعویذ میں کوئی فائدہ نہیں۔

نمبر ۶ سے یہ کہ کتب آسمانی میں علوم جدیدہ کے مقابلہ میں غلطی ممکن ہے۔ العیاذ باللہ۔ جب کہ مسلمان بحیثیت مسلمان یہ عقیدہ

رکھتے ہیں کہ دنیا کی کسی کتاب میں غلطی ممکن ہے۔ کوئی علم غلط ہو سکتا ہے مگر قرآن کریم یا دیگر منزل من اللہ کتب میں کسی طرح کی غلطی ممکن نہیں۔ ان میں غلطی تسلیم کرنا علم الٰہی کی غلطی تصور ہوگی یعنی یہ عقیدہ کفریہ ہے۔

معجزات و کرامات سے انکار

حضرات انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات سے بھی اس علی گڑھی جاہل اور گمراہ نے انکار کیا ہے اور معجزات و کرامات کو خلاف قانون قدرت خلاف عقل، خلاف نیچر قرار دے کر صریح آیات قرآنیہ اور احادیث مبارک سے ثابت شدہ معجزات کا منکر ہو کر سبیل مومنین سے اعراض کر کے راہ جہنم اختیار کی ہے۔ حضرت امام الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزۂ معراج، جسمانی سایۂ ابر شق القمر اور دیگر معجزات نیز تمام انبیائے کرام جن کے معجزات کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، ان کے اسمائے مبارکہ اور ان معجزات کو لکھ کر ان کی من گھڑت تاویلیں کی ہیں۔ مثلاً حضرت آدم حضرت نوح، حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل حضرت اسحٰق حضرت موسیٰ حضرت یونس، حضرت عیسیٰ، حضرت یعقوب، حضرت یوسف۔ حضرت سلیمان، حضرت لوط، حضرت صالح علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے وہ معجزات جن کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے ان سب کا انکار کیا ہے۔ اور ان تمام واقعات انبیا کو محض فضول اور خیال، من گھڑت قصے قرار دیا ہے۔

کہ قرآن کریم میں یہ محض خیالی قصے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک العقیدہ الفاسدۃ الضالۃ المضلۃ (دیکھو خود نوشت صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۹) صفحہ ۱۴۸

وجودِ ملائکہ کا انکار

اس شیطان صفت نے فرشتوں کے جسم وصورت اور ایک الگ موجود ومخلوق ہونے سے بھی انکار کیا ہے۔ اس کا خیالِ باطل ہے کہ فرشتے موجود ومخلوق ضرور ہیں لیکن وہ نہ کوئی جسم رکھتے ہیں نہ دکھائی دے سکتے ہیں۔ ان کا ظہور بلا شمول مخلوق موجود کے نہیں ہو سکتا۔ قدیم زمانہ کی تمام دنیا کی قوموں کا یہ حال تھا کہ جو امورِ عجیب وغریب ان کے سامنے ایسے پیش آئے تھے جن کی علت ان کی سمجھ سے باہر تھی اس کو ایسی قوت یا ایسے شخص سے منسوب کرتے تھے جو انسان سے برتر اور خدا سے کم تر تھی۔ اس خیال سے تمام بُت پرست قوموں نے اپنے ہاں فرشتے قائم کر لئے۔ فرشتے جن کا ذکر قرآن میں ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں بلکہ خدا کی بے انتہا قوتوں کے ظہور کو اور ان قویٰ کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کئے ہیں ان کو ملک یا ملائکہ کہتے ہیں۔ جبرائیل یا ناموسِ اکبر یہ ایک مخصوص قوت کا نام ہے۔ نیز جبرائیل، میکائیل، عزرائیل وغیرہ نام یہودیوں کے مقرر کئے ہوئے ہیں جو مختلف قویٰ کے تعبیر کرنے کو انھوں نے رکھے تھے۔ وغیرہ وغیرہ خرافات ملاحظہ ہوں خود نوشت افکار سرسید صفحہ ۷۰ تا ۷۳۔

وجودِ ابلیس کے متعلق عقیدہ

اس کے متعلق سر سید کا عقیدہ کچھ اس طرح ہے کہ شیطان ابلیس انسان سے خارج کوئی وجود نہیں بلکہ خود ہی انسان میں ایک قوت ہے جو انسان کو سیدھے راستے سے پھیرتی ہے وہ شیطان کے وجود کو انسان کے اندر ہی مانتا ہے۔ خارج عن الانسان شیطان کے وجود کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس نے یہاں تک بھی لکھا ہے کہ لفظِ شیطان سے اگر کوئی وجود خارج عن الانسان مراد لی جائے تو ضرور قرآن مجید کو غلط یا خلافِ واقعہ ماننا پڑے گا۔ کیونکہ حقیقت میں کوئی وجود خارجی معنوی لِلانسان موجود نہیں ہے۔

(خود نوشت ص۷۵)

لطیفہ: اس شیطانِ مجسّم نے انسان کے اندر ایک قوتِ بہیمیہ کو تسلیم کیا ہے جس کا نام شیطانِ ابلیس ہے۔ جو انسان کو برائی اور شرارت اور گمراہی کی طرف ترغیب دیتی ہے۔ اگرچہ یہ بات نصوصِ صریحہ کے خلاف ہے کہ شیطان کا خارج عن الانسان کوئی وجود نہیں۔ لیکن مشہور ہے کہ جھوٹا آدمی بھی کبھی سچ بول لیتا ہے اتنی سی بات کو ہم بھی تسلیم کر لیں گے اور اس بات کو سچ کہہ دیں گے کہ اس بد دین کے گوشت پوست خون اور نس نس میں شیطان مردود نے ایسی سرایت کی ہوئی ہے۔ کہ جس کو وہ قوت بہیمیہ کا نام دیتا ہے کہ اس کو ہمیشہ ہمیشہ برائی شرارت، فتنہ فساد، کفریات، لغویات ہی کی ترغیب دیتا تھا کبھی بھی اس کو نیکی کی طرف چھوڑا ہی نہیں۔ بلکہ یہ بات

بھی بعید از صواب نہیں کہ شیطان نے اس پر ایسا اثر کر دیا تھا کہ اس کو مجسم شیطان بنا دیا تھا۔ کیونکہ وہ مردود بھی ایسا ضدی ہٹ دھرم تھا کہ جس نے نہ اللہ رب العزت کا امر مانا نہ اس کو فرشتوں کی ادا پسند آئی اور نہ خلیفۃ اللہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان وعظمت کو تسلیم کیا۔ اس قدر تکبر وغرور میں مبتلا ہوا کہ اپنی بات کے سوا کسی کی مانی ہی نہیں۔

اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ الآیۃ

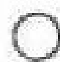
ترجمہ : یعنی اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد

بزندانِ لعنت گرفتار کرد

اس مردود کی بھی یہی عادت تھی کہ نہ تو صریح نصوصِ قرآن کی پرواہ کی نہ احادیثِ صحیحہ کو تسلیم کیا نہ اقوالِ صحابہ کو مانا اور نہ مفسرین محدثین وائمہ مسلمین کے طریقہ کو قبول کیا۔ بس اپنی بات کے علاوہ کسی کو سچا مانا ہی نہیں جس بات کو اس کی ناقص اور گھٹیا عقل نے تسلیم کر لیا اس کو مان لیا اور جس کو اس کی عقل نے تسلیم نہیں کیا اس کو خلافِ اسلام خلافِ فطرت، خلاف نیچر بلکہ خلافِ قانونِ قدرت کہہ کر مسترد کر دیا۔ باقی نہ خوفِ خدا نہ شرم نبی، بولو یہ شیطانی کام نہیں تو اور کیا ہے؟

نعوذ باللہ الرحیم من الشیطان اللعین الرجیم ۝



قصۂ حضرت آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے معجزات فرشتوں سے اللہ تعالیٰ کا مشورہ، فرشتوں کا سجدہ کرنا، حضرت آدم کا جنت میں رہنا پھر شجرِ ممنوعہ کا پھل کھا کر زمین پر تشریف لانا وغیرہ تمام حقائق کا کھلے الفاظ میں انکار کیا ہے نیز فرشتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مشورہ پھر فرشتوں کا جواب دینے کو بٹھیاروں کی تُوتُو میں میں قرار دیا ہے۔ العیاذ باللہ (دیکھو ص ۶۰ تا ۶۹)

جنوں کی مخلوق

اس بحث میں بھی نہایت کج روی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صریح نصوص وعقیدۂ مسلمین سے انحراف کیا ہے۔ کتبِ احادیث وسِیَر میں جو قصے جنوں کے لکھے ہوئے ہیں ان کا تو سرے سے انکار کر کے لکھا ہے کہ وہ تو ایسے ہیں جیسے کہ اس زمانہ میں مشہور ہوتے ہیں اور ان کی اصلیت نہیں ہوتی اور قرآن کریم میں جو جنوں کے تذکرے ہیں ان سے جنگلی اور وحشی انسان مراد لئے ہیں۔

(ص ۷۳ تا ۷۵)

مابعد الموت عذابِ قبر آثارِ قیامت اور قیامت حشر نشر شفاعت جنت دوزخ وغیرہ کے متعلق عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول امام مھدی کے ظہور یاجوج وماجوج

اور دجال کی آمد، قیامت کی دیگر نشانیوں واقعۂ قیامت، فرشتے کا صُور پھونکنا عالم آخرت میں جزا وسزا حشر ونشر، عذاب قبر، میزان، اعمال نامے، پُل صراط، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت جنت و دوزخ نیز آخرت میں جنتیوں کا اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا یہ تمام تر مسائل جس طرح قرآن واحادیث سے ثابت ہیں ان تمام کا کھلے اور واضح الفاظ میں انکار کیا ہے اور جابجا عقائد مسلمین کا مذاق اُڑایا ہے۔ (خود نوشت ص۱۲۴ تا ۱۲۲)

مسئلہ جبر واختیار اور نجات

اس کے بابت سرسید کا عقیدہ ہے کہ جو افعال انسان سے سرزد ہوتے ہیں اس کے اعضاء کی ترکیب ہی ایسی ہوتی ہے جس سے ان افعال کا اس سے سرزد ہونا ضروری ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ انسان پر اگر ایسی قوت غالب ہے جو اس کو نیکی کی طرف مائل کرے تو وہ نیکی کرے گا اور اگر اس پر ایسی قوت بہیمیہ غالب ہو اور اعضاء کی ترکیب ایسی ہو جو کہ انسان کو بُرائی کی طرف محرک کرتی ہو تو وہ گناہ کرے گا اور اس صورت میں اُس پر گناہ کرنے میں کوئی گرفت نہیں ہو گی کیونکہ یہ خدا کی طرف سے ہے چنانچہ خود نوشت کے مصنف نے اس کا عقیدہ اس طرح لکھا ہے۔

وہ قویٰ جو خدا تعالیٰ نے انسان میں پیدا کئے ہیں ان میں وہ قویٰ بھی ہیں جو انسان کو کسی فعل کے ارتکاب کے محرک ہوتے ہیں اور وہ قوت بھی ہے جو اس کو فعل کے ارتکاب سے روکتی ہے۔ ان تمام قویٰ کے استعمال پر

انسان مختار ہے ۔ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے ۔ اور نہ فاسد کی درکات اُس کے فسق پر ، بلکہ انسان کی نجات صرف اس پر ہے کہ جو قوئی خدا تعالیٰ نے اس میں رکھے ہیں اور جس قدر رکھے ہیں ان سب کو بقدر اپنی طاقت کے کام میں لاتا رہے ۔ اب اگر ہماری بناوٹ ایسی ہے جس میں قوائے بہیمیہ ہم پر غالب ہیں تو ضرور ہم سے وہ گناہ ہو گا ۔ پس اگر ہم نے اس قوت کو جو اس کی برائی ہم کو بتاتی ہے بے کار نہیں چھوڑا تو ہم پر کچھ گناہ نہیں ہے ' کیونکہ ہم نے پورا پورا فرض ادا کیا ۔ الخ (خود نوشت افکار سرسید ص ۱۳۵)

اسلام مسلمان جنتی

اسلام کیا ہے ؟ ذرا ملاحظہ ہو اس کے بابت سرسید کا عقیدہ خود نوشت ص ۱۳۴ پر ہے ۔ اسلام ایک سیدھا سادھا ' بے کھسر وسیع مذہب ہے کہ لامذہبی بھی جو لوگوں نے اپنے خیال میں سمجھ رکھی ہے درحقیقت اسلام ہی کا ایک نام ہے ۔ عدم محض کا تو وجود نہیں ہے پس لامذہب بھی کوئی مذہب رکھتا ہو گا اور وہی اسلام ہے ۔

ذرا اس عبارت سے اوپر والی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے کہ مسلمان کون ہوتا ہے ؟ انگریزوں کا یہ بہادر جواب دیتا ہے ۔ اسلام کے اصلی اصولوں کے موافق نہ ان اصولوں کے جن کو علمائے نے قرار دیا ہے وہ شخص جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو نہ کسی اوتار کو نہ کسی کتاب الہامی کو اور نہ کسی حکم کو جو مذاہب

ہیں فرض اور واجب سے تعبیر کئے گئے ہیں اور صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہو، کون ہے؟ ہندو ہے؛ نہیں۔ زرتشتی ہے؛ نہیں۔ موسائی ہے؛ نہیں۔ عیسائی ہے؛ نہیں۔ محمدی ہے؛ نہیں۔ پھر کون ہے؛ مسلمان۔

گو ہم نے ایسے شخص کے محمدی ہونے سے انکار کیا مگر اس کا محمدی ہونا ایسا ہی لازم ہے جیسے کہ اس کا مسلمان ہونا۔ کیونکہ ان ہی کی بدولت وہ مسلمان کہلایا ہے۔ پس وہ بھی درحقیقت محمدی ہے، پر ناشکرا محمدی۔ جیسے ہمارے زمانے میں بعض فرقے ہیں جو غالبًا توحید ذات باری پر بکمالہ یقین رکھتے ہیں۔ اگر کہو کہ وہ کافر ہیں تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ کافر تو نجات نہیں پانے کا مگر موحد سے تو خدا نے نجات کا وعدہ کیا ہے۔ انتہی

جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو نہ کتب الہامی کو نہ کسی حکم فرض و واجب کو اس کو بھی اس علی گڑھی جاہل نے مسلمان بلکہ محمدی بنا دیا۔ العیاذ باللہ، اس عبارت میں اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین ہے۔ اب ذرا مزید پڑھیے کہ خدا کے وجود کا منکر بھی مسلمان موحد اور ناجی ہے۔ چنانچہ اسی صفحہ پر ہے جن لوگوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ خدا کے وجود کے بھی قائل نہیں ہیں۔ میں تو ان کو بھی مسلمان جانتا ہوں۔ چند سطور کے بعد لکھتا ہے پھر ان کے اہل جنت ہونے میں کیا باقی رہا۔ صـ ۱۳۴ تا ۱۳۵

نیز صـ ۱۳۳ پر تحریر ہے جو شخص کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی تصدیق کرتا ہے اس کے کسی قول سے انکار شہادت یا انکار قرآن یا تکذیب رسول قرار دینا نہایت جہالت اور محض نادانی ہے۔ صـ ۱۳۳ یعنی صرف زبان

سے یہ کلمہ پڑھے۔ باقی تمام ضروریاتِ دین سے انکار کرے تو بھی انکار قرآن یا تکذیبِ رسُول نہیں۔ ذرا ایک اور عبارت بھی پڑھیئے تاکہ خوب اس کے عقیدے کی وضاحت ہو۔

خود نوشت ص۶۵ پر تحریر ہے۔ نیچری اس وقت (قیامت میں) بھی پکاریں گے کہ بہشت میں جانا نہ یہودی ہونے پر موقوف ہے نہ عیسائی ہونے پر نہ وہابی ہونے پر موقوف ہے نہ اور کچھ ہونے پر بلکہ اصل یہ ہے کہ من اسلم وجھہٗ للّٰہ وھو محسن فلہٗ اجرہٗ عند ربہٖ ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون پھر دیکھئے کہ ان کی یہ صدا سُنی جاتی ہے یا نہیں؟ ہم کو تو یقین ہے کہ ضرور سُنی جائے گی۔ اگر سُنی گئی تو پھر نیچریوں ہی کی بدولت سب کا بیڑا پار ہے۔ سرسید کے باطل گمان میں وجود باری تعالیٰ کا منکر، تمام انبیاء کرام کا منکر، تمام ضروریاتِ دین کا منکر، یہودی عیسائی، ہندو وغیرہ سب مسلمان موحد اور ناجی یعنی جنتی ہیں۔

(العیاذ باللہ)

شعائرِ اسلام کی بے حُرمتی

احرام کا لباس

ص۱۴۰ پر لکھا ہوا ہے کہ احرام کے وقت تہہ بند باندھنے اور بغیر قطع کیا ہوا کپڑا پہننے کا بھی قرآن مجید میں ذکر نہیں ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کا رواج زمانہ جاہلیت سے برابر چلا آتا تھا اور اسلام میں بھی قائم رہا۔ محمد رسول اللہ نے شروع سویلزیشن

کے زمانہ میں بھی ایسی وحشیانہ صورت اور وحشیانہ لباس کو ہمارے بڈھے دادا کی عبادت کی یادگاری میں قائم رکھا (خودنوشت ف۴۰) یعنی اس کے خیال میں احرام کا لباس وحشیانہ ہے۔ حضرت ابراہیم اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وحشیانہ لباس کو رائج کیا ہے۔

طوافِ کعبہ کی گزشتہ تاریخ

لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کے زمانہ میں اگر اس زمانہ کے حالات اور اس زمانہ کی وحشی قوموں کی عبادت پر خیال کریں تو بجز اس کے اور کچھ نہیں پایا جاتا کہ وہ لوگ آپس میں حلقہ باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور کودتے اچھلتے تھے اور وہ سارا حلقہ کا حلقہ اسی طرح چکر کھاتا جاتا تھا اور اس جوش و خروش میں کبھڑے ہو جاتے تھے اور سر ٹیک دیتے تھے۔ اور اس کا نام پکارتے جاتے تھے یا اس کی تعریف کے گیت گاتے تھے، جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔ اسی نماز کا نشان اسلام میں بھی طریقۂ ابراہیمی پر موجود ہے جس کا نام مذہب اسلام میں طوافِ کعبہ قرار دیا ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ "ابراہیم اور اس کی اولاد کا یہ طریقہ تھا کہ خدا کی عبادت کے لئے مذبح ایک بن گھڑا پتھر کھڑا کر کے بناتے تھے کبھی اس کے ساتھ کوئی مکان بھی بنا دیتے تھے اور کبھی پتھر کو کھڑا کرنے کے بعد بناتے تھے۔ اور اس کو بیت اللہ کہتے تھے۔ بالکل یہی حالت کعبہ کی اور حجر اسود کی ہے کہ

ایک بن گھڑا لمبا پتھر ہے۔ پہلے صرف حجرِ اسود کھڑا کیا گیا تھا پھر جب وہاں کعبہ بنایا تو اس کے کونہ میں اس کو لگا دیا۔ (خود نوشت صفہ ۱۴۰)

قارئین گرامی قدر غور فرمائیں کہ اس پہلی عبارت میں کس بُرے انداز میں حضرت ابراہیم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں زبان درازی کی ہے کہ آپ نے مشرکوں جاہلوں اور وحشیوں کی نماز کا طریقہ رائج کیا اور اسلام میں بھی طواف کے نام پر یہ جاہلانہ وحشیانہ طریقہ جاری رہا۔ دوسری عبارت میں بیت اللہ اور حجرِ اسود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک خود ساختہ مصنوعی مکان قرار دیا۔ (العیاذ باللہ)

ارکانِ حج اور بُت پرستی میں فرق

اس عنوان سے ایک مضمون خود نوشت ص ۱۴۰ پر تحریر ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بُت پرستی اور ارکانِ حج میں سوائے اس کے اور کوئی فرق نہیں کہ ارکانِ حج خدا کی پرستش اور بت پرستی بتوں کی خاطر کی جاتی ہے۔ باقی ہر لحاظ سے یکساں ہیں ارکانِ حج اور بت پرستی میں اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں۔

کعبہ کے گرد طواف کرنیوالوں کی تذلیل

خود نوشت صہ ۱۴۲ پر ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس پتھر کے بنے ہوئے چوکھٹے گھر میں ایک ایسی متعدی برکت ہے کہ جہاں سات دفعہ اس کے گرد پھیرے اور بہشت میں چلے گئے۔ یہ ان کی خام خیالی ہے۔

کوئی چیز سوائے خدا کے مقدس نہیں۔ اسی کا نام مقدس ہے اور اسی کا نام مقدس رہے گا۔ اس چوکھنٹے گھر کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے۔ اس کے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں وہ تو کبھی حاجی نہ ہوئے پھر دو پاؤں کے جانور کو اس کے گرد پھر لینے سے ہم کیونکر حاجی جانیں۔

غور کا مقام ہے کہ اس عبارت میں صاف اور صریح الفاظ میں کعبہ کے تقدس اور کعبہ کی برکتوں کا انکار کیا جارہا ہے اور اس کے گرد طواف کرنے والوں کو اونٹ اور گدھوں کے ساتھ تشبیہ دی جارہی ہے۔ نیز ان کو دو پاؤں کے جانور کہا جارہا ہے۔ (العیاذ باللہ)

؎ شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

آبِ زمزم شریف

آبِ زمزم شریف کے متعلق اس نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ پیشِ ہے۔ وہ یہ ہے کہ آبِ زمزم کے فضائل میں جو روایتیں ہیں وہ سب بے سند اور ضعیف ہیں اور اکثر موضوع۔ حاجی جو زمزم کا پانی چھوٹی چھوٹی زمزمیوں میں بھر کر بطورِ تبرک کے ہندوؤں کی مانند دُور دُور لے جاتے ہیں اور سب لوگ بطورِ تبرک کے اس کو رکھتے ہیں اور اس پانی کی بہت تعظیم کرتے ہیں اور بغرضِ اظہارِ ادب کھڑے ہو کر پیتے ہیں اس کی کچھ اصل مذہب اسلام میں نہیں ہے جیسے اور کنوؤں کا پانی ہے ویسا ہی کنوئیں کا پانی

ہے۔ مزہ میں میٹھا نہیں ہے بلکہ ململاتا ہے جس وقت کھینچیں اگر اسی وقت پی لیں تو شاید پینے کے قابل ہو۔ اِلّا رکھا رہنے سے زیادہ ململا ہو جاتا ہے۔ (خود نوشت ص ۱۴۷)

داڑھی شریف

خود نوشت ص ۱۶۵ پر محبوب و پسندیدہ سُنّتِ انبیاء و سُنّتِ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم ڈاڑھی (جس کو فقہا نے واجب لکھا ہے) کے متعلق لکھا ہے۔ داڑھی جب سفید ہو جائے تو منڈانے کے قابل ہو جاتی ہے۔ چند سطور کے بعد ہے کہ پس اس کا رکھنا یا منڈانا ہماری بحث سے خارج ہے اور ہم اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔ آگے مزید لکھا ہے کہ اگر داڑھی منڈانی ناجائز ہو تو اس سے ہمارا کچھ حرج نہیں۔ اگر جائز ہو تو ہمارا کچھ حرج نہیں لیکن اگر داڑھی کو ایک ٹٹی بنایا جائے جس کی اوجھل شکار کھیلا جائے اس سے منڈانا ہی بہتر ہے۔ (العیاذ باللہ)

مجموعہ مسائل اسلام پر مغربی علوم کی فوقیت

خود نوشت ص ۴۲ پر ہے جس مجموعہ مسائل و احکام و اعتقادات وغیرہ پر فی زمانہ اِسلام کا لفظ اطلاق کیا جاتا ہے وہ یقیناً مغربی علوم کے مقابلہ میں قائم نہیں رہ سکتا۔ میں فرض سمجھتا ہوں کہ جو لوگ لکھے پڑھے ہیں وہ حال کے علوم جدیدہ کا مقابلہ کریں اور اسلام کی حمایت میں

کھڑے ہوں اور مثل علمائے سابق کے یا تو مسائلِ حکمتِ جدیدہ کو باطل کردیں یا مسائلِ اسلام کو ان کے مطابق کردیں کہ اس زمانہ میں صرف یہی صورت حمایت اور حفاظتِ اسلام کی باقی ہے۔

اس عبارت کے علاوہ بھی کئی مقامات پر تمام اسلامی علوم اسلامی فنون اور کتب کا مذاق اڑایا ہے اور ان علوم دینیہ کو ناقص نیز نقصان دہ زہریلا قرار دیا ہے اور مغربی انگریزی کافرانہ طرز کے علوم کو کامل صحیح اور مفید قرار دیا ہے۔ (العیاذ باللہ)

انگریزی کالج خدا کے زندہ گھر اور مساجد اینٹ مٹی کے گھر

الطاف حسین حالی حیاتِ جاوید میں لکھتے ہیں۔ جب سہارنپور کی جامع مسجد کے لئے ان سے چندہ طلب کیا گیا تو انھوں نے (سرسید نے) چندہ دینے سے انکار کیا اور لکھ بھیجا کہ میں خدا کے زندہ گھروں (کالج) کی تعمیر کی فکر میں ہوں اور آپ لوگوں کو اینٹ مٹی کے گھر کی تعمیر کا خیال ہے۔ ص۱۰۱

(نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ)

خلفائے راشدین کی شان میں توہین

(۱) خلافت کا ہر کسی کو استحقاق تھا جس کی چل گئی وہی خلیفہ ہوگیا۔

(خود نوشت ص۲۳۳)

(۲) کون کہہ سکتا ہے کہ ابتدا ہی سے حضرت علی مرتضیٰ کو خلیفہ ہونے کا خیال نہ تھا اور تینوں مقدس خلافتوں کے زمانہ میں اُن کو اُن کے خلیفہ نہ ہونے کا افسوس یا اپنے خلیفہ نہ ہونے کا رنج نہ تھا۔ (صہ۲۳۴)

ان دونوں عبارتوں کا ماحصل یہ ہے کہ خلفائے راشدین کی خلافت شرعی طور پر کسی کے ساتھ خاص نہیں تھی بلکہ ہر کسی کو خلافت کا حق حاصل تھا۔ بس پہلے حضرت ابوبکر، پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضوان اللہ علیہم کا زور چلا اور نمبروار خلیفہ بنتے گئے۔ نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ابتدا ہی سے اپنے خلیفہ نہ ہونے کا افسوس اور رنج تو تھا لیکن ان کا بس نہیں چلا۔ (العیاذ باللہ)

اس عبارت کے تحت خود نوشت میں حاشیہ پر حالی کی تصنیف حیاتِ جاوید کے حوالے سے سرسید کا ایک لطیفہ لکھا ہوا ہے جو ایک شیعہ کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے اس کو بھی نقل کر دیتا ہوں تا کہ خلفائے راشدین کی شانِ اقدس میں اس کا گستاخانہ لہجہ آپ کے سامنے واضح ہو جائے۔ شیعہ نے کہا کیوں جناب جب آپ کے نزدیک اجماع حجت شرعی نہیں تو خلیفۂ اوّل کی خلافت کیونکر ثابت ہو گی؛ سرسید نے کہا کہ حضرت نہ ہو گی تو ان کی نہ ہو گی میرا کیا بگڑے گا؛ پھر شیعہ نے کہا کہ کیوں جناب اس اختلاف کے وقت جب کہ کچھ لوگ خلیفۂ اول کا ہونا چاہتے تھے اور کچھ جناب امیر (حضرت علی) کا۔ اگر آپ اس وقت ہوتے تو کس کے لئے کوشش کرتے؛ سرسید نے کہا کہ حضرت مجھے کیا غرض تھی کہ کسی کے لئے کوشش کرتا؛

مجھ سے تو جہاں تک ہو سکتا اپنی ہی خلافت کا ڈول ڈالتا اور سو لسبوٹے کامیاب ہوتا۔ (حاشیہ خودنوشت ص ۲۳۴)

ص ۲۳۵ پر ہے حضرت عثمان نے سب چیزوں کو غارت کر دیا۔

حضرت ابوبکر تو صرف برائے نام بزرگ آدمی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانۂ خلافت تو شمار نہیں کرنا چاہیئے۔ اور حضرت عثمان کے زمانے میں تمام اصولِ سیاست مدن اور وہ اصولِ سلطنت جمہوری جس پر عالی شان محل کی بنیاد قائم ہوئی تھی۔ سب کے سب شکست اور برہم درہم ہو گئے تھے۔ اور غدر کا ہونا اس کا ایک ضروری نتیجہ تھا جو ہوا۔

توریت و انجیل میں تحریف

اپنے آقاؤں یہود اور نصاریٰ کو خوش کرنے کی خاطر توریت و انجیل میں یہودیوں اور عیسائیوں کی تحریف کا بھی انکار کیا ہے۔ چنانچہ خودنوشت ص ۴۷ پر ہے میں اس بات کا قائل نہیں ہوں کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی کتب مقدسہ میں تحریفِ لفظی کی ہے۔ (انتہیٰ)

حالانکہ اس کے برعکس جمیع مسلمین کا یہ عقیدہ ہے کہ موجودہ توریت و انجیل میں انھوں نے تحریف کی ہے۔ من گھڑت باتیں قصے اور واقعات شامل کئے ہیں۔ اصل توریت و انجیل اس وقت موجود نہیں ہیں۔

مرزا قادیانی کے متعلق نظریہ

نبوت کے جھوٹے مدعی مرزا غلام احمد قادیانی دجّال ملعون چونکہ سر سید احمد خان کے تمام تر فتنوں کی ایک شاخ ہے۔ یہ خبیث قادیانی پہلے نیچری تھا، سر سید کا پیروکار تھا۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف اور مولوی اشرف علی تھانوی کی الاضافات الیومیہ کے حوالہ جات پچھلے اوراق میں گزر گئے پھر مزید اس نے شیطانیت میں ترقی کی تو نبوت کا مدعی بن بیٹھا پوری اُمّتِ مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت کا اختتام ہوا۔ آپ کے بعد تا قیام قیامت نیا نبی بحیثیت نبوت دنیا میں نہیں آسکتا۔ آپ خاتم النبیین ہیں اور جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجّال ملعون ہے۔ وہ اور اس کے ماننے والے کافر دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

قرآن وحدیث، اجماعِ صحابہ و تابعین سے یہی ثابت ہے۔ اسی پر اُمّت مسلمہ کا اتفاق ہے اور اس کے خلاف عقیدہ کفریہ ہے۔ مگر سر سید کا عقیدہ جو خود نوشت ص ٦٧ پر تحریر ہے وہ کچھ یوں ہے کہ اگر آج بھی ملکۂ نبوت کسی شخص میں موجود ہو تو اُسے نبوت مل سکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیضِ الٰہی اور ملکۂ نبوت کا خاتمہ نہیں فرمایا ہے۔

اس جاہل نے یہ بھی نہ جانا کہ نبوت اور ملکۂ نبوت دونوں صفات کا دینے والا اللہ ربّ العزت ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے

تو وہ فیضِ الٰہی کو منقطع جانتا ہے۔ ہم کہتے ہیں اللہ رب العزت جلّ مجدہٗ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نہ کسی کو نبوت دیتا ہے اور نہ کسی کو ملکۂ نبوت دیتا ہے۔ فیضِ الٰہی میں کمی نہیں مگر وہ کسی کو نبوت دینے پر راضی نہیں اور نہ کسی کو اب ملکۂ نبوت عطا فرماتا ہے۔

بہرحال اس نے اپنے شاگرد اور پیروکار قادیانی دجّال کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے۔ اور اس کے فاسد عقیدے کا اندازہ لگائیے۔ خود نوشت افکار سر سیّد کے صہ ۱۵۱ پر ہے کہ وہ (قادیانی) نیک بخت اور نمازی پرہیزگار ہیں۔ یہی امر اُن کی بزرگداشت کو کافی ہے۔ آگے لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نسبت زیادہ کدوکاوش کرنی بے فائدہ ہے ایک بزرگ زاہد، نیک بخت آدمی ہیں جو کچھ خیالات ان کو ہو گئے ہوں، ہو گئے ہوں۔ بہت سے نیک آدمی ہیں جن کو اس قسم کے خیالات پیدا ہو چکے ہیں ہم کو ان سے نہ کچھ فائدہ ہے نہ نقصان۔ ان کی عزت اور ان کا ادب کرنا بسبب اُن کی بزرگی اور نیکی کے لازم ہے۔ الخ (العیاذ باللہ)

نبوت کے جھوٹے دعوے دار ملعون مردود قادیانی دجّال کو نیک بخت پرہیزگار زاہد لائق عزت وادب جانا بلکہ اس خبیث کے ادب کو لازم جانا۔ مسلمانو! اب بھی اس رئیس المرتدین کے کفر میں اگر کوئی شک کرتا ہے تو یا تو وہ نرا جاہل ہے یا خود اس کفر میں مبتلا ہے۔

مفسرین محدثین علما فقہاء وائمۂ مجتہدین

اس جاہل احمق نے تمام مفسرین تمام محدثین تمام فقہا و ائمۂ مجتہدین اور علمائے اُمت پر طرح طرح کے الزامات لگائے ہیں۔ مفسرین پر یہ الزام کہ انھوں نے تفسیروں میں من گھڑت قصے نیز یہودیوں کے قصے ان کی پیروی میں لکھے ہیں جو سراسر ٹھیٹ اسلام کے خلاف ہیں۔

لہٰذا دورِ صحابہ سے لے کر آج تک کسی تفسیر کو وہ معتبر نہیں مانتا۔ سوائے اپنی تفسیر کے۔ محدثین پر یہ الزام کہ انھوں نے موضوع من گھڑت حدیثیں لکھی ہیں اور حضرت ابوبکر حضرت عمر کے دور میں حدیثوں کے لکھنے جمع کرنے پر پابندی تھی لہٰذا اب حدیث کی کتاب بخاری ہو یا کوئی اور تمام جھوٹی اور من گھڑت حدیثوں سے بھری ہوئی ہیں۔ دیگر کتب دینیہ مذہبیہ تاریخیہ فقہیہ یہ سب کی سب جھوٹی ہیں اور علماء و فقہائے اسلام نے اپنی طرف سے دینِ اسلام میں قیودات بڑھائی ہیں۔ جو سراسر اسلام کے خلاف ہیں۔ تاریخی کتابوں میں تمام تر قصے خواہ ان کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے ساتھ ہو سب کے سب جھوٹے ہیں اور تمام مشہور تفاسیر و کتب احادیث و کتب سیر و کتب فقہیہ، مذہبیہ کے نام لکھ کر ان کی تکذیب کی ہے[1] غرضیکہ سوائے اپنی کتابوں کے اور کسی مصنف کی کتاب کو وہ صحیح نہیں مانتا۔

اب غور کا مقام ہے وہ خود تو جہنم رسید ہوا لیکن اس کے ماننے والے یہ تک

۱۔ (دیکھو خود نوشت صہ۳۴ تا ص۱۵)

نہیں سوچتے کہ اگر یہ تمام کتب تفاسیر و کتب احادیث وغیرہ تمام کتابیں جھوٹ اور من گھڑت باتوں، کہانیوں، قصّوں اور من پسند قیودات پر مبنی ہیں۔ جو سراسر اسلام کے خلاف ہیں، تو سرسید کے زمانے تک یہ اسلام پہنچا کیسے؟ جس کو وہ ٹھیٹ اسلام اور ٹھیٹ مذہب کہتا ہے وہ اس کے پاس آیا کہاں سے؟ جتنی اسلام کی کتابیں ہیں وہ تو اس کے گمان میں سب کی سب جھوٹی ہیں تو وہ یہ ٹھیٹ اسلام کہاں سے لایا؟ بلکہ یہ کہنا بھی بے جا نہیں ہوگا کہ اگر سرسید کے زمانے میں سب مسلمان (نعوذ باللہ) جھوٹے اور ٹھیٹ اسلام کے خلاف تھے تو اس تک قرآن مجید جس کی اس نے تفسیر لکھی ہے، اسی طرح صحیح وسالم کس نے پہنچایا ہے؟ جب کہ اس کا دعویٰ ہے کہ جو کچھ میں نے جانا ہے وہ صحابۂ اکرام سے لے کر آج تک کسی نے بلکہ خدا نے بھی نہیں سمجھا ہے۔ (اس کا حوالہ پیچھے کہیں گزر گیا)

سرسید کے پیروکاروں کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ اب بغیر کسی تردد کے شمس وامس کی طرح واضح ہوا کہ وہ جس کو ٹھیٹ مذہب کہتا ہے وہ اس کو اس کے آقاؤں، سرکاروں، انگریزوں سے ملا ہے اور جو کچھ لکھا ہے، جو کچھ اسلام کے خلاف بکا ہے وہ انہی کے کہنے پر ہے۔ آپ اگر تاریخِ اسلام پر گہری نظر ڈالیں تو یہود و نصاریٰ شروع سے ہر دور میں اسلام کے خلاف مسلمانوں میں ہی ایسے (منافق) ایجنٹ تیار کر کے ان سے اسلام اور مسلمانوں کو ان کے ذریعے سے دین ایمان اور اسلام سے بیگانہ کرنے کی کوشش میں شب و روز مصروف ہوتے ہیں اور ہر دور میں ان کے

مخصوص ایجنٹ ہوتے ہیں۔ گزشتہ چند صدیوں سے تو اپنی تمام تر طاقتوں کو بروئے کار لا کر عیسائی دُنیا اسلام کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ اور اُن کو اگر اپنے خلاف کوئی قوت نظر آتی ہے تو وہ اسلام ہے۔

ماضی کے مسلم سلاطین نے ان کو جس طرح شرمناک ذلت آمیز شکست دی ہیں اُن کو وہ نہیں بھُول سکتے۔ دُنیا بھر کے عیسائی صلیبی جنگوں میں لگنے والے اُن زخموں کو آج تک چاٹ رہے ہیں اور انتقام کی آگ میں جل رہے ہیں۔ وہ اس فیصلے پر متفق ہو گئے ہیں کہ ؎

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتے نہیں ذرا
رُوحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو
افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج
مُلا کو اُن کے کوہ و دمن سے نکال دو

(علامہ اقبال)

وہ اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ مسلمانوں کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ وہ اسلام کی رُوحِ رواں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک اور دین پر اور ناموسِ رسالت پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے پر متفق و متحد ہیں۔ وہ اپنے رسُول کے دین کے تحفظ کی خاطر اپنی عزت، عظمت، آبرو جان و مال، اولاد، جائیداد سب کچھ قربان کرنے کو ہر وقت تیار رہتے

ہیں۔ اب ان کا علاج یہ ہے کہ ان کے دلوں سے تعظیم و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکال دیا جائے۔ روحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے دلوں سے نکل جائے اور وہ دولتِ ایمان سے محروم ہو جائیں۔ صرف نام کے مسلمان رہ جائیں۔ اُن کے دلوں میں جذبۂ جہاد و شوقِ شہادت جو ہر آن موجزن رہتا ہے وہ ماند پڑ جائے۔ یہ اب اس طرح ہو گا کہ مسلم ممالک میں بد مذہبی و الحاد پر مبنی ایسی تعلیم رائج کر دی جائے جس سے ان کا اسلام سے تعلق کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جائے۔ مخصوص ایجنٹوں کے ذریعے یورپی تہذیب و تمدن اور مادر پدر آزادی کو فروغ دیا جائے تاکہ مسلمان اسلامی پاکیزہ روایات اور تہذیب و تمدن سے دُور ہو جائیں۔

عیاشی فحاشی عریانی کو فروغ دیا جائے تاکہ مسلمانوں کا جذبۂ جہاد ماند پڑ جائے۔ مشرقی علوم کے مقابلے میں مغربی علوم کی برتری ترویج و اشاعت کی سرتوڑ کوششیں کی جائیں۔ تاکہ مسلمان اسلامی قوانین کے بجائے مغربی انگریزی قوانین اپنائیں اور مسلمانوں کے اتفاق کو توڑ کر انہیں فرقوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

پھر جب وہ پارہ پارہ ہو جائیں اور روحِ ایمان ان کے سینوں سے نکل جائے تو پھر نصاریٰ یہود و ہنود اور تمام غیر مسلم اقوام کو منظم و متحد کر کے پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں کو مغلوب کر لیا جائے۔ اسی فتنے کی ایک شاخ سر سید احمد خان ہے کہ اس پلید و نامراد نے تمام مسلمانوں کو کافر کہہ کر نیا دین ایجاد کرنے اور اس کو ٹھیٹ اسلام ظاہر کرنے کی ناپاک

کوشش کی۔

اجماعِ اُمّت اجتہاد اور تقلید

اس نے اجماع کی حجت شرعی ہونے اور ائمۂ مجتہدین کے اجتہاد سے بھی انکار کیا ہے۔ تقلید کو شرک فی النبوۃ گمراہی وغیرہ لکھا ہے بلکہ تقلید کو اسلام کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ زہرِ قاتل اور تمام گمراہیاں جو پھیلی ہیں اُن کی اصل قرار دیا ہے۔

ائمۂ مجتہدینؒ نے جو اجتہاد دینِ اسلام میں کیا ہے ان کی تردید کر کے لکھا ہے کہ ہر شخص مجتہد ہو سکتا ہے اور ہر کوئی خود اپنے لئے اجتہاد کرے۔

(دیکھو خود نوشت ص۱۳۳ نیز ص۶۲)

فقہی مسائل

جیسا کہ اوپر تحریر ہو چکا کہ وہ اجماع کو حُجّتِ شرعی نہیں مانتا۔ نیز تقلید کو جائز نہیں سمجھتا اور دیگر کُتُب دینیہ کی طرح تمام کُتُبِ فقیہہ کو بھی غلط اور جھوٹ قرار دیتا ہے اور فقہائے اسلام پر الزام یہ کہ انھوں نے دینی مسائل میں اپنی طرف سے ایسی قیودات بڑھائی ہیں جن کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ نیز ہر کوئی خود مجتہد ہے۔ اپنے اسی فاسد خیال کے بناء پر اس نے فقہی مسائل میں بھی اپنی ناقص عقل کے مطابق من مانے

قوانین کا اجراء کیا ہے، اور اس کو اپنا اجتہاد قرار دیا ہے، ذرا یہ بھی ملاحظہ فرمائیے اور پھر اس کے بعد اس کی جہالت کا اندازہ آپ خود لگائیے۔

جمع بین الصلاتین

خود نوشت صـ۱۳۶ پر تحریر ہے۔ میرے نزدیک جمع بین الصلاتین جائز ہے۔ چند سطور کے بعد لکھا ہے کہ مذہب اسلام میں کچھ سختی نہیں ہے کیونکہ ان پانچوں نمازوں کے لئے صرف تین وقت مقرر ہیں پس دو پہر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک آٹھ رکعتوں کا ایک ساتھ دو سلاموں سے پڑھنا اور سورج کے غروب ہونے سے آدھی رات تک سات رکعتوں کا ایک ساتھ دو سلاموں سے پڑھ لینا جس کو فقہاء جمع بین الصلاتین کہتے ہیں۔ کچھ مشکل نہیں۔

وضو میں پاؤں دھونا

خود نوشت صـ۱۳۶ پر لکھا ہوا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ پاؤں کا دھونا اولیٰ اور افضل ہے لیکن قرآن مجید کے مطابق صرف ان پر مسح کر لینا کافی ہے۔

سمتِ قبلہ

صـ۱۳۸ پر ہے۔ نماز کے لئے کسی طرف مُنہ کرنا اور سمتِ قبلہ ٹھہرانا

اسلام کے اصلی اور لازمی احکام سے نہیں ہے۔ یہ سمجھنا کہ کعبہ کی سمت خدا کی عبادت کے لئے مخصوص ہے محض غلطی ہے اور بانیٔ اسلام کی ہدایت کے خلاف۔ آگے لکھا ہے کہ ان لوگوں پر تعجب ہوگا جو غلبۂ اوہام سے سمتِ قبلہ کے لئے دوپہر میں باہر نکل کر سورج کو دیکھتے پھرتے ہیں کہ کس طرف سے نکلا تھا اور کس طرف ڈوبے گا اور اپنی جیبوں اور تسبیحوں میں قطب نما یا قبلہ نما رکھے یا لٹکائے پھرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ٹھیک ہماری ناک کعبہ کے سامنے ہو جائے اور اسی میں ایک بڑا ثواب اور ٹھیک ٹھاک نماز کا ادا کرنا سمجھتے ہیں۔

روزہ کے عوض فدیہ کی شرط

جن لوگوں کو کیا باعتبارِ طبیعت و طاقت خواہ باعتبارِ عمر خواہ باعتبار ملک، خواہ باعتبار موسم روزے میں زیادہ تعب و مشکل پیش آتی ہے اور بہ دقت و بہ تعب روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ لعوض روزہ کے فدیہ دے سکتے ہیں۔ الخ صہ ۱۳۸

حج میں قربانی

حج میں قربانی کی کوئی مذہبی اصل قرآنِ مجید سے نہیں پائی جاتی۔ آگے ہے کہ اس کا کچھ بھی نشان مذہب اسلام میں نہیں ہے۔ حج کی قربانیاں درحقیقت مذہبی قربانیاں نہیں ہیں۔ الخ صہ ۱۳۹

ایصالِ ثواب ۷

خود نوشت صـ۴۵ پر بہ عنوان "مُردوں کی فاتحہ اور کھانا" کے تحت ہے۔ ایک کے فعل کا خواہ وہ اس قسم سے ہو جس کو عبادت بدنی کہتے ہیں خواہ اس قسم سے ہو جس کو عبادت مالی کہتے ہیں، دوسرے پر خواہ وہ زندہ ہو یا مُردہ کچھ اثر نہیں ہوتا۔

چند سطروں کے بعد لکھتا ہے۔ قرآن و فاتحہ پڑھ کر ثواب بخشنا یا ملانوں کو بغرضِ ایصالِ ثواب کھانا کھلانا بالکل لا حاصل محض اور بہمہ وجوہ ہندوؤں کے اس فعل کے مشابہ ہے جو اپنے بزرگوں کو ثواب پہنچانے کے لئے باہمنوں سے کتھا اور منتر پڑھواتے ہیں اور باہمنوں کو جملتے ہیں اور "گیا" و "پراگ" میں جاکر پنڈدان کرتے ہیں۔

نعوذ باللہ من ذالک العقیدۃ الباطلۃ الضالۃ المضلۃ

الکفرۃ الفجرۃ

اہلِ کتاب کا ذبیحہ

صـ۱۵۷ پر ہے کہ اہلِ کتاب حضرت مسیح کا نام لے کر ذبح کریں تو بھی اُس کا کھانا درست ہے۔ میں نے یہ بات لکھی اور اس پر عمل بھی کیا کہ عیسائیوں کے ہاتھ کے مارے ہوئے جانور کو جس طرح پر کہ اُن کے علماء کے نزدیک مارنا درست ہو اور گو وہ طریقہ کیسا ہی ہمارے

مذہب کے طریق ذبح سے مختلف یا متناقض ہو۔ اور اگر بموجب ہمارے اصول مذہب کے اس پر ذبیح کا اطلاق ہی نہ ہو سکتا ہو کھانا شرعًا درست ہے۔ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گردن توڑ کر مار ڈالنا یا سر پھاڑ کر مار ڈالنا زکوٰۃ سمجھتے ہوں تو بھی اس کا کھانا درست ہے۔ ہم نے انگریزوں کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا یا گردن مروڑی ہوئی مرغی و کبوتر کھایا۔ الخ

یہ ہے علی گڑھ کے جاہل مجتہد کا اجتہاد کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نام لے کر عیسائی ذبح کریں یا گردن مروڑ کر اور سر پھاڑ کر بھی۔ جانور کو مار ڈالیں تو بھی اس کا کھانا جائز اور خود کھایا بھی۔ (العیاذ باللہ)

سودی لین دین

خود نوشت کے ص۱۸۷ پر جائز و ناجائز سود کے بارے جو کچھ لکھا ہے اس میں خاص کر اس بات پر زور دیا ہے کہ معاملاتِ تجارت اور دیگر قسم کے لین دین و معاملات میں گورنمنٹ یا کسی جماعت و شخص کو سود لینا دینا قرآن مجید کی رو سے حرام نہیں۔ یہ قیدیں، فقہاء اور علماء نے اجتہاد و قیاس سے بڑھا دی ہیں۔

اسلامی سزائیں

یہ عنوان خود نوشت ص۲۳۰ پر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں جرم کرنے پر جن سزاؤں کا بیان ہے وہ نہایت وحشیانہ سزائیں ہیں۔

پہلے زمانے میں بحالتِ مجبوری اختیار کی جاتی تھیں۔ اب جب کہ قید خانوں کا انتظام موجود ہے اب ان بدنی سزاؤں کا دینا کسی طرح جائز نہیں۔

اس بیان میں شانِ اسلام پر اعتراض ہے کہ اسلام میں یہ وحشیانہ سزائیں ہیں۔ نیز قرآن مجید کی تنقیص ہے کہ قرآن مجید میں وحشیانہ سزاؤں کا حکم ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی ذات کی شدید توہین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک تو وحشیانہ سزا کا حکم دیا، دوسری بات یہ کہ اس قادرِ مطلق ذات نے مجبور ہو کر یہ سزا بتائی۔ گویا کہ قید خانوں کا انتظام اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں تھا۔ اب چونکہ اس انگریز حاکم نے بڑا کام کیا ہے کہ قید خانوں کا انتظام کر دیا ہے۔ اب ان سزاؤں کا دینا جائز نہیں۔

نقل کفر کفر نہ باشد

بہر حال اس مسئلہ میں بھی اپنی جہالت کا عظیم مظاہرہ کیا ہے۔

جاندار کی تصویر

خود نوشت ص ۱۸۹ پر تحریر ہے یا تو تصویر کے مسئلہ ہی میں کچھ غلطی ہے یا مطلقاً تصویر بنانا جاندار کی ہو یا بے جان کی بالکل ممنوع ہے۔ میں نے اس امر کی نسبت کہ تصویر مجسم یا غیر مجسم شرعاً جائز ہے یا غیر جائز کبھی کچھ نہیں کہا۔ ہاں میں اس قسم کی یادگاریوں کو پسند کرتا ہوں اگر وہ شرعی گناہ ہیں تو میرا اُن کو پسند کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ میں شامتِ اعمال سے اور گناہوں کی باتوں کو پسند کرتا ہوں۔ انتہیٰ

بندۂ ناچیز کہتا ہے کہ واقعی یہ اس کی شامت ہی ہے کہ کفریات اور گناہوں کی باتوں کو پسند کرتا ہے نیکی کے کسی امر کو کبھی پسند کیا ہی نہیں۔ فقیر دعا گو ہے کہ

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً نیچریت کی وبا سے

حرفِ آخر

الحمد للہ! بمنہ و کرمہ کہ اس ذات نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے و طفیل اس فقیر حقیر پُر تقصیر کو یہ توفیق بخشی کہ باوجود کم علمی و کم فہمی کے علی گڑھی نیچریہ فتنہ کی بیخ کنی کی اور اس فتنۂ عظیم انگلشیہ کے بانی اور موجد کے تمام تر عقائد باطلہ کفریات و خرافات کا پردہ چاک کیا۔ فقیر کی اس تحریر کو پڑھ کر معمولی عقل و سمجھ رکھنے والا مسلمان بھی اس بدترین فتنے کی نحوست سے باخبر ہو کر اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔

زیرِ بحث کتاب خود نوشت افکارِ سرسید، مصنفہ ضیاء الدین لاہوری نیچری اور کتاب پر رسالہ فرائی ڈے ٹائمز میں تبصرہ کنندہ خالد احمد نیچری کے باطل نظریات اور فاسد خیالات کا بھی خوب تعاقب کیا ہے۔ "تاکہ ان کو اپنے اس جملے کا احساس ہو کہ یہ کتاب اسلام پسندوں کو چونکا دے گی (تبصرہ) اور انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ دنیا میں واقعی اسلام پسند آج بھی موجود ہیں۔ جو اُس جیسے کفر پسندوں کے فتنوں کی سرکوبی میں شب و روز مصروف رہتے ہیں۔

قارئین سے گزارش ہے کہ آپ اگر گہرے غور و فکر کے ساتھ فقیر کی تالیف کا مطالعہ فرمائیں گے تو انشاء اللہ آپ پر شمس و امس کی طرح واضح و روشن ہو گا کہ احمد خان علی گڑھی نے اپنا دین ایمان، اسلام، سب کچھ انگریزوں کافروں کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ وہ بلا شک و شبہ مندرجہ ذیل قرآنی سخت وعیدوں کا مصداق تھا۔

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ۝ (پ ۱ رکوع ۲ سورۃ البقرہ)

ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔"

ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنا یعنی بجائے ایمان کے کفر اختیار کرنا نہایت خسارہ اور ٹوٹے کی بات ہے۔ اگر یہ لوگ تجارت کا طریقہ جانتے تو اصل پونجی (ہدایت) نہ کھو بیٹھتے۔

نیز ارشاد ہوتا ہے۔

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ (پ ۱ رکوع ۱۰ سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی۔ تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے۔

نیز مزید قہر بھرے الفاظ میں رب قہار وجبار ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاۙ اُولٰٓىٕكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ ۖۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝

اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْكِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ۝ پ ۲ رکوع ۵ سورۃ البقرہ

ترجمہ: وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اُتاری کتاب اور اس کے بدلے قلیل قیمت لے لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور نہ انہیں ستھرا کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی سہار ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اُتاری اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے وہ ضرور پرلے سرے کے جھگڑالو ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اس تالیف کو اپنے بندوں کے لئے مفید ونافع اور ہدایت کی طرف مشعل راہ بنائے اور مجھ ناچیز کے لئے ذریعہ نجات وکفارہ سیئات بنائے۔

آمین ثم آمین بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم علیہم اجمعین و آخر
دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ۃ

حررہ

صاحبزادہ محمد تاج الدین (ثبتہ اللہ علی طریق الحق والیقین)
نعیمی چشتی صابری خادم دربار عالیہ چشتیہ صابریہ سلیمانیہ
رحمانیہ ایجنسی جنوبی وزیرستان بمقام عمر زغزائے (صوبہ سرحد)

بانی و مہتمم دار العلوم فیضانِ چشتیہ نعیمیہ سیکٹر ۱۲ بلاک الف
بلدیہ ٹاؤن کراچی ۳۱ (سندھ) پاکستان ۔ فون:۔ ۲۸۱۱۰۱۳

مورخہ ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ ۱۷ جنوری ۱۹۹۹ء بروز اتوار